# زکوۃ کس طرح ادا کریں؟

مولف

مولانا غیاث احمد رشادی

ناشر

مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل سوسائٹی

**قانونی انتباہ** مصنف سے تحریری اجازت کے بعد اس کتاب کی اشاعت کی اجازت ہے

نام کتاب **زکوٰۃ کس طرح ادا کریں؟**

مؤلف **مولانا غیاث احمد رشادی**

صفحات ......۴۶......

تعداد اشاعت ایک ہزار

ٹائٹل و کمپیوٹر کمپوزنگ **محمد مجاہد خان، رشادی کمپیوٹر سنٹر**

**قدیم ملک پیٹ**، حیدرآباد، فون: 9394419813

**ناشر**

**مکتبہ سبیل الفلاح**

# مضامین


- عرض مصنف
- قرآن مجید میں نماز اور زکوٰۃ کا حکم
- بنی اسرائیل سے اقرار
- نماز اور زکوٰۃ رحمت الٰہی کا موجب
- زکوٰۃ دینے والا نقصان میں نہیں ہے
- نیکی کے اصل کام
- زکوۃ دینے والے غم اور خوف سے محفوظ
- ذکر الٰہی، نماز اور زکوٰۃ
- ایمان تقوی اور زکوٰۃ رحمت کا ذریعہ
- ایمان کے ساتھ نماز اور زکوٰۃ
- مومنوں کے اوصاف
- زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر دردناک عذاب
- ایمان اور نماز کے بعد زکواۃ واجب ہوگی
- زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے دنیوی نقصان
- سال گزرنے پر زکواۃ واجب ہوگی
- زکوٰۃ پیشگی بھی ادا کی جاسکتی ہے
- زکوٰۃ کے مستحق کون ہیں؟
- صدقہ کی خصوصیتیں
- صدقہ کی برکتیں
- یہ ہماری غلط فہمی ہے
- زکوٰۃ کا مقصد اور فائدے
- زکوٰۃ کب ادا ہوگی؟
- زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟
- صاحب نصاب کون ہے؟
- چھ قسم کی چیزوں پر زکواۃ فرض ہے
- سونے اور چاندی کی زکواۃ کی تفصیلات
- نقد رقم کی زکوٰۃ
- زکوٰۃ سے متعلق اہم مسائل
- تجارت کے سامان کا نصاب کیا ہے؟
- کرایہ کے مکان یا سامان کا حکم کیا ہے؟
- جانوروں کی زکوٰۃ
- بینک میں موجود روپیوں کی زکوٰۃ
- پرواڈنٹ فنڈ کا حکم
- عشر کی تعریف اور اس کا حکم
- زکوٰۃ اور عشر میں کیا فرق ہے؟
- ان لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم نہ دیں
- سب سے پہلے ان لوگوں کو دیجئے
- زکواۃ کی رقم بھیجی جاسکتی ہے؟
- کیا دینی مدارس زکواۃ کے مستحق ہیں؟
- اے زکوٰۃ دینے والو!
- نابالغ بچیوں کے نام سونا کردیا تو زکوٰۃ کس پر ہوگی؟
- عورتوں کے زیورات کی زکوٰۃ
- شوہر بیوی کے زیور کی زکوٰۃ ادا کرسکتا ہے

## عرضِ مصنف

تمام تعریف اس علیم وخبیر پروردگار عالم کیلئے جس کا علم سمندر ہے اوراس کے مقابلہ میں ہم کمزور انسانوں کا علم قطرہ کے برابر بھی نہیں؛ درود وسلام معلم اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جن کے علوم و معارف کی نہر بعثت کے ساتھ ہی بہنی شروع ہوئی اوراس نہر بے مثل سے ہزاروں پیاسوں نے اپنی پیاس بجھائی، کس قدر خوش قسمت تھے وہ علم کے پیاسے جن کو صحابۂ کرام سے یاد کیا جاتا ہے جنہوں نے بالراست اس بے نظیر علمی نہر سے استفادہ کیا،سلام ہو ان پاک روحوں پر جن کی محنتوں کی بدولت ہم ان کے علوم وفنون سے مستفید ہو رہے ہیں، بڑی ندامت ہے ہماری غفلت پر کہ ہم نے ان علوم کی قدر دانی نہ کی؛ اللہ تعالیٰ قدر کی توفیق عطا فرمائے۔

رب ذوالجلال کی حمد وثنا اور نبی رحمت ﷺ پر درود وسلام کے بعد یہ عرض ہے حقیقت کہ ایمانیات، عبادات، اخلاق ومعاشرت سے متعلق مختلف کتابوں کی تصنیف وتالیف وترتیب کے دوران بار بار زکوٰۃ سے متعلق فضائل ومسائل لکھنے کا داعیہ دل میں پیدا ہوتا رہا خصوصاً ماہ رمضان المبارک میں جب لوگ زکوٰۃ سے متعلق مسائل دریافت کرتے تو خیال آتا کہ کیوں نہ زکوٰۃ سے متعلق ایک کتاب تحریر کیا جائے؛ اسی دوران جناب محترم منیر صاحب نے مجھ حقیر کو حکم دیا کہ اس سلسلہ میں رمضان سے قبل ہی ایک کتاب تحریر کروں چنانچہ یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کتاب میں قرآن مجید اوراحادیث کی روشنی میں زکوٰۃ کے فضائل، اہمیت فرضیت اورزکواۃ ادا نہ کرنے پر وعیدیں پہلے بیان کی گئی ہیں پھر زکواۃ کا نصاب اور متفرق مسائل تحریر کئے گئے ہیں تاکہ زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی معلومات میں اضافہ ہو اور زکواۃ کی ادائیگی میں یہ کتاب معاون ثابت ہو۔

اللہ تعالیٰ اس محنت کو شرف قبولیت سے نوازے اور زاد آخرت بنادے۔ آمین۔

**غیاث احمد رشادی**

ماہ رمضان المبارک/۱۴۲۳ھ

# قرآن مجید میں نماز اور زکوٰۃ کا حکم

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین. (۴۳/البقرۃ)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جہاں نماز، روزہ اور حج وغیرہ کا حکم دیا ہے وہیں بار بار زکوٰۃ کے ادا کرنے کا حکم بھی دیا ہے، چنانچہ متعدد آیات قرآنی میں آپ کو اس قسم کی آیتیں ملیں گی جن میں واضح طور پر نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم ۳۲ جگہ آیا ہے اس کے علاوہ صرف زکواۃ کا حکم کئی جگہ آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جہاں بدن کی نعمت سے نوازا ہے وہیں مال ودولت کی نعمت سے بھی نوازا ہے، ان دونوں نعمتوں کے شکر کی آسان صورت یہی ہے کہ آدمی بدنی عبادتوں میں افضل عبادت نماز کو قائم کرے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر کرنے والا بندہ بن جائے اور مال ودولت کی اس نعمت کا شکر اس طرح ادا کرے کہ اس مال کی زکوٰۃ ادا کرے جس کا نقد فائدہ خود زکوٰۃ دینے والے کو یہ ہوگا کہ اس کا مال محفوظ بھی ہوگا اور پاک بھی، اور دوسرا فائدہ ان فقراء ومساکین کا ہوگا کہ ان کی ضرورتیں پوری ہوجائیں گی۔

لفظ زکوٰۃ کے دو معنی آتے ہیں، پاک کرنا اور بڑھنا، شریعت کی اصطلاح میں زکوٰۃ مال کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو شریعت کے احکام کے مطابق کسی مال میں سے نکالا جائے اور اسکے مطابق خرچ کیا جائے۔

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر (۸۳) میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے جن باتوں کا قول وقرار لیا ان میں زکوٰۃ کا حکم بھی ہے۔

## بنی اسرائیل سے اقرار

واذاخذنا میثاق بنی اسرئیل لاتعبدون الا اللّٰہ وبالوالدین احسانا وذی القربیٰ والیتمٰی والمسکین وقولوا للناس حسنا واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکواۃ ثم تولیتم الا قلیلا منکم وانتم معرضون ٥

اور جب ہم نے لیا اقرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت نہ کرنا مگر اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک کرنا اور کنبہ والوں سے اور یتیموں سے اور محتاجوں سے اور کہو سب لوگوں سے نیک بات اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ پھر تم پھر گئے مگر تھوڑے سے تم میں اور تم ہی ہو پھرنے والے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ توحید پر قائم رہنا' والدین' رشتہ داروں' یتیموں اور مسکینوں کی خدمت اور تمام انسانوں کے ساتھ گفتگو میں نرمی وخوش اخلاقی اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا صرف امت محمدیہ پر لازم نہیں تھا بلکہ پچھلی امتوں اور شریعتوں میں بھی یہ احکامات نافذ تھے۔

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۱۰ میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا واقیموا الصلوۃ واتوا الزکواۃ وماتقدموا الانفسکم من خیر تجدوہ عنداللّٰہ ان اللّٰہ بماتعملون بصیر o

اور قائم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے واسطے بھلائی پاوگے اس کو اللہ کے پاس، بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو سب دیکھتا ہے۔

اس آیت کے ذریعہ اس حقیقت سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ نماز اور زکواۃ وغیرہ یہ ایسے اعمال ہیں کہ بندۂ مومن جب ان دو چیزوں پر قائم رہتا ہے تو یہ چیزیں اس کیلئے ذخیرہ آخرت بنتی ہیں، جب قیامت کے دن بندۂ مومن اٹھے گا تو اس کی نماز اور اس کی زکوٰۃ کو وہ اپنے سامنے پائے گا اور اپنی اس محنت پر خوش وخرم ہوگا اور یہ اعمال اس کی نجات کا ذریعہ ثابت ہوں گے۔

سورۂ حج کی آیت نمبر (۷۸) میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا: فاقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوۃ و اعتصموا باللہ ھومولکم فنعم المولی ونعم النصیر o

تم لوگ نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو یعنی عزم وہمت کے ساتھ دین کے احکام بجالاؤ، وہ تمہارا کارساز ہے سو کیسا اچھا کارساز ہے اور کیا اچھا مددگار ہے۔

اس آیت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر کیئے گئے احسانات کا تذکرہ فرمایا ہے، نماز و زکوٰۃ کے ذریعہ ان احسانات کا مالی اور بدنی اعتبار سے شکریہ ادا ہوجائیگا' یہاں نماز و زکواۃ کا حکم دیئے جانے کے بعد واعتصموا باللّٰہ کہہ کر یہ حکم دیا گیا ہے کہ قرآن وسنت کو مضبوطی سے پکڑے رہو بہرحال ان دو چیزوں پر عمل کرنے کو لازم پکڑو اس لئے کہ یہی وہ

دو چیزیں ہیں کہ جب تک امت کے افراد ان کو پکڑے اور تھامے رہیں گے اور ان پر عمل پیرا رہیں گے گمراہی سے محفوظ رہیں گے۔

## نماز اور زکوٰۃ رحمت الٰہی کا موجب:

سورۂ نور کی آیت نمبر ۵۷ میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا: واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ واطیعو الرسول لعلکم ترحمون o

اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو رسول کے تاکہ تم پر رحم ہو۔

یہ آیت ہم سب کیلئے باعث بشارت ہے کہ اسی آیت میں اس طرف اشارہ کیا گیا اور خوشخبری دی گئی ہے کہ جب تک امت مسلمہ نماز کی پابندر ہے گی اور زکوٰۃ کے فریضہ کوادا کرتی رہے گی اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کرتی رہے گی اللہ کی رحمت کے سایہ میں رہے گی اس کا واضح مطلب یہ نکلا کہ جب یہ امت نماز سے غافل ہوجائے گی اور زکوٰۃ کے فریضہ میں کاہلی اور غفلت کرنے لگے گی اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کا شکار ہوجائے گی تو پھر وہ اللہ کی رحمت کی مستحق نہیں رہے گی یہ عین ممکن ہے کہ ان سارے اعمال صالحہ کو چھوڑنے کی سزا میں اللہ کی لعنت میں گرفتار ہوجائیں اور جو کوئی اللہ کی رحمت سے محروم ہوگا وہ دنیا وآخرت میں ناکام ورسوا ہوجائے گا۔

نماز، زکواۃ کے ساتھ اطاعت رسول کا حکم اسی ایک آیت میں نہیں ہے بلکہ سورۂ مجادلہ کی آیت نمبر ۱۳ میں بھی اللہ تعالی نے ان تینوں اعمال کو ایک جگہ جمع کیا ہے، ہاں فرق صرف اتنا ہے کہ سورۂ مجادلہ کی اس آیت میں رسول کی اطاعت کے ساتھ اللہ کی اطاعت کا حکم بھی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: فاقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ واطیعوا اللّٰہ ورسولہ و اللّٰہ خبیر بما تعملون o

قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو اللہ اور اس کے رسول کے اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

اس آیت کا پس منظر اور اس سے متعلقہ شان نزول طویل ہے جس کا یہاں موقع نہیں ہے، ہم نے صرف اسی آیت کا اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ یہ بات بتادیں کہ قرآن مجید میں بار بار نماز، زکوٰۃ

اوراطاعت کا حکم ایک ساتھ دیا گیا ہے جس سے خود اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی اہمیت اسلام میں کس قدر ہے؟

## زکوٰۃ دینے والے نقصان میں نہیں ہیں

سورۂ مزمل کی آیت نمبر (۲۰) میں بھی اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا: **واقیموا الصلوۃ واتوا الزکواۃ واقرضوا اللّٰہ قرضا حسنا وماتقدموا الانفسکم من خیر تجدوہ عند اللّٰہ ھو خیرا واعظم اجرا واستغفروا اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم o**

اور قائم رکھونماز اور دیتے رہوزکوٰۃ اور قرض دو اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا اور جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے واسطے کوئی نیکی اس کو پاؤ گے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور معافی مانگو اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں نماز اور زکواۃ کا حکم دیئے جانے کے بعد اس حقیقت کا انکشاف کیا گیا ہے کہ آدمی اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرتا ہے دراصل یہ خرچ کرنا اللہ کو قرض دینے کے برابر ہے' لفظ قرض کہہ کر اللہ تعالیٰ نے دراصل زکواۃ وصدقات دینے والوں کو یہ طمانیت دی ہے کہ جس طرح بطور قرض دی ہوئی چیز کو لوٹا دیا جاتا ہے اسی طرح تم نے جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر اس بات کو لازم کرلیا ہے کہ تمہاری دی ہوئی چیز تم کو لوٹا دے یعنی اس کی جزا اللہ کے ہاں ضرور موجود ہے' اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور غنی ہے اس کو دیا ہوا قرض کبھی مارا نہیں جاسکتا ضرور وصول ہوگا۔

آدمی کا نفل صدقہ دینا' بطور عطیہ کسی کو کوئی چیز دینا' اپنے رشتہ داروں کو کچھ دینا یا مہمان نوازی پر خرچ کرنا یا علماء وصلحاء کی خدمت وغیرہ کرنا' یہ بھی ''انفاق فی سبیل اللہ'' میں داخل ہے اس کا صلہ بھی دنیا وآخرت میں ضرور ملے گا۔

**وما تقدموا الانفسکم من خیر** کے ذریعہ ایک نکتہ سمجھایا گیا ہے کہ جب تک ہاتھوں اور پیروں میں قوت ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے اپنے آگے کیلئے بھیجتے رہو، یہ بہتر صورت

ہے کہ اللہ کے ہاں خود جانے سے پہلے ہمارے نیک اعمال' ہماری زکواۃ' ہمارے صدقات' ہماری قربانیاں' ہمارے بدنی اعمال پہنچ جائیں، یہ بہتر صورت ہے اس کے بجائے مرنے کے وقت وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد فلاں چیز صدقہ کردی جائے' اپنی موت سے پہلے پہلے جو کچھ بھیجنا ہے بھیج دیں، کیا معلوم کہ پھر توفیق ہوگی یا نہیں، موقع بھی ملے گا یا نہیں حالات بھی خرچ کرنے کے رہیں گے یا نہیں؟

## نیکی کے اصل کام

**لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البرمن امن باللّٰہ والیوم الآخروالملئکۃ والکتب والنبیین.واتی المال علی حبہ ذوی القربٰی والیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واتی الزکواۃ والموفون بعھدھم اذا عھدوا والصٰبرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولئک الذین صدقوا واو لئک ھم المتقون. (۱۷۷/البقرہ)**

''نیکی کچھ بھی نہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی، لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور دے مال اس کی محبت پر رشتہ داروں کو یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں، اور قائم رکھے نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو جب عہد کریں اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت یہی لوگ ہیں سچے اور یہی ہیں پرہیز گار''

جب مسلمانوں کو بیت المقدس کے بجائے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا تو یہود ونصاری اور مشرکین نے بہت شور مچایا اور طرح طرح کے اعتراضات شروع کردیئے، گویا ایک طوفان رسول اللہ ﷺ اور اسلام کے خلاف کھڑا کرنے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک خاص انداز سے ان کے اس طوفان کی تاثیر کو ختم کردیا اور ان کے اس رخ

کو بدل دیا اور یہ کہہ دیا کہ تم نے سارا دین صرف اس چیز کو سمجھ رکھا ہے کہ اپنا رخ مغرب یا مشرق کی طرف کرلیں، یہ اصل دین نہیں ہے مشرق بھی اللہ ہی کی ہے مغرب بھی اللہ ہی کی ہے ''**وللّٰہ المشرق والمغرب**'' تمہاری توجہ صرف اسی جانب ہے کہ کس جانب مسلمان نماز ادا کررہے ہیں اور تم اس حقیقت سے غافل ہو کہ مسلمانوں کا دین اپنے اندر کس قدر جواہرات رکھتا ہے، سنو! اصل کمال اور سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی ایمان لے آئے اللہ پر، وہ کفر کی حالت میں نہیں ایمان باللہ کے ساتھ زندگی گزارے، یہ ہے اصل نیکی اور کمال کی چیز، اور جہاں اللہ کا حق اس پر ایمان رکھتے ہوئے ادا کرے وہیں وہ بندوں کے حقوق بھی ادا کریں ادھر اللہ کی عبادت بھی ہو جائے اور بدنی نعمتوں کا شکر بھی ادا ہو اور ادھر رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور قیدیوں کی ضرورت اپنے صدقات اور زکوٰۃ کے ذریعہ پوری کی جائے اور بندوں کا حق بھی ادا ہو اور مالی نعمتوں کا شکر بھی ادا ہو جائے۔ سارے شرپسندوں کے رخ کو اس آیت کے ذریعہ موڑ دیا گیا اور ایسا منہ توڑ جواب دیا گیا کہ پھر بولنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

بہر حال اس آیت کے ذریعہ ایمان باللہ، نماز، زکواۃ وغیرہ کو اصل نیکی اور کمال قرار دیا گیا ہے۔

## زکوٰۃ دینے والے غم اور خوف سے محفوظ

**ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ لھم اجرھم عندربھم ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون. (۲۷۷/البقرۃ)**

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور قائم رکھا نماز کو اور دیتے رہے زکوٰۃ ان کیلئے ہے ثواب ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ ان کو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے''

سورۂ بقرہ کی یہ آیت ایسی آیت ہے جس سے پہلی آیات میں سود کھانے والوں کی مذمت بیان کی گئی ہے اور سود کو حرام اور تجارت کو حلال قرار دیا گیا ہے اور اس آیت کے بعد بھی سود ہی سے متعلق آیات ہیں جن میں ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے تقویٰ اختیار کرنے اور سود سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اور سودی کاروبار نہ چھوڑنے پر اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ جنگ

کرنے کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔

سود سے متعلق آیات کے درمیان ایمان‘ اعمال صالحہ اور نماز وزکوۃ پر ملنے والے اجروثواب کی بات کہی گئی ہے اور یہ ہلکا اشارہ دیا گیا ہے کہ سود جیسی برائیاں اسی لئے پیدا ہوتی ہیں کہ آدمی کا ایمان کمزور ہوتا ہے اور اس کے دل میں مال کی محبت ہوتی ہے اور وہ بخل جیسے مرض کا شکار رہتا ہے، ہمیشہ اس کو مال بٹورنے کی لت لگی ہوئی رہتی ہے‘ اس لئے اس آیت میں سود سے بچنے کی ترکیب بتلائی گئی ہے کہ تم پہلے اپنے ایمان کو مضبوط کرلو اور سود جیسے اعمال بد سے پرہیز کرو اور اپنے رخ کو اعمال صالحہ کی طرف کرلو اور اعمال صالحہ میں نماز اور زکوٰۃ کی پابندی رکھو اور یہ بات یاد رکھو کہ ایمان‘ اعمال صالحہ‘ نماز اور زکوٰۃ کا صلہ تمہیں تمہارے پرودگار کی طرف سے ملے گا، وہ تم کو اجروثواب سے نوازے گا‘ اور جس دن ساری انسانیت خوف ودہشت کے دلدل میں پھنسی ہوگی تم وہاں امن اور راحت کے ماحول میں رہوگے تم پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ تم غمگین رہوگے۔

نماز کے ذریعہ جس نے اپنے رب کو خوش کیا ہو اور زکوۃ وصدقات کے ذریعہ جس نے مسکینوں‘ محتاجوں‘ یتیموں اور تنگدستوں کی دعائیں لی ہو اس شخص کو اللہ تعالیٰ خوشی اور راحت ہی دیں گے اور دنیا کے انسانوں کے غم کو ہلکا کرنے والا غم اور خوف سے نجات پالے گا اور ساری انسانیت ایسے نمازیوں اور زکواۃ دینے والوں کی اچھی حالت پر رشک کرے گی۔

## ذکر الٰہی ،نماز اور زکوٰۃ

**رجال لا تلهيهم تجارة ولابيع عن ذكرالله واقام الصلوة وايتاء الزكواة يخافون يوما تتقلب فيه القلوب والابصار o**

”ایسے لوگ جن کو اللہ کی یاد اور نماز پڑھنے سے اور زکواۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے اور نہ فروخت، وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور آنکھیں الٹ جاویں گی“

یہاں ایمان والوں کی خاص خاص صفتوں کا بیان کیا گیا ہے جن میں سے ایک صفت یہ ہے کہ

صالح ایماندار لوگ ایسے ہیں کہ ان کو تجارت کی یہ مصروفیت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

آج کل بلکہ زمانہ سے عام لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جب بازار گرم ہوتا ہے اور خرید وفروخت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے تو موذن کی اذانیں ان کے سر کے اوپر سے چلی جاتی ہیں نہ ان کو فضاؤں میں گونجنے والی اذانوں کی فکر ہے اور نہ انہیں نمازوں کے اوقات کی پرواہ ہے کہ کتنی نمازیں قضا ہو رہی ہیں اور نہ انہیں فریضۂ زکوٰۃ کی پرواہ ہے کہ ان کی تجارت پر کس قدر زکواۃ نکالنی ہے؟ بس صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک تجارت ہی تجارت مرکز نگاہ بنی ہوئی ہے، ایسے لوگ ذوالجلال کی نگاہ میں لائق تعریف نہیں بلکہ ایسے لوگ قابل تعریف وصد تحسین ہیں جو تجارت بھی کرتے ہیں، وہ خریدتے بھی ہیں بیچتے بھی ہیں، وہ تاجر بھی بنتے ہیں گاہک بھی، وہ طویل سفر بھی کرتے ہیں اور بازاروں میں گھومتے بھی ہیں لیکن وہ کبھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے ان کے دل ودماغ پر تجارت کا اس قدر اثر غالب نہیں رہتا کہ وہ نماز سے غافل ہو جائیں، وہ اپنی مصروفیت کے باوجود نماز بلکہ جماعت کے ساتھ نماز کے پابند ہوتے ہیں، ان کی نظر بار بار اپنی گھڑی کی طرف جاتی ہے کہ کہیں جماعت کا وقت تو نہیں ہو رہا ہے وہ اپنے مال کی زکوٰۃ کی ادائیگی میں بھی آگے رہتے ہیں، وہ زکوٰۃ تو ادا کرتے ہی ہیں ساتھ ہی نفل صدقات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، ایسے نیک وصالح مومنوں کی تعریف وتوصیف اس آیت میں بیان کی گئی ہے آج ہر مسلمان کو اس پر گہری نظر رکھنی ہے اور اس آیت کے تقاضے کے مطابق زندگی گزارنے کی فکر کرنا چاہئے۔

**طس. تلک ایٰت القرآن و کتاب مبین هدی و بشریٰ للمومنین الذین یقیمون الصلوة ویؤتون الزکواة وهم بالآخرة هم یوقنون.** (۳/النمل)

''یہ آیتیں ایمان والوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری سنانے والی ہیں جو ایسے ہیں کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں''

ان آیات میں ایمان والوں کے اوصاف بیان کئے گئے کہ ایمان والے وہ ہوتے ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکواۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں گویا زکوٰۃ کے حکم کو ماننا اور اس پر عمل کرنا بھی آدمی کے مومن ومسلمان ہونے کی علامت ہے۔

# ایمان،تقویٰ اورزکوٰۃ رحمت کاذریعہ

**ورحمتی وسعت کل شیئی فساکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکواۃ والذین ھم بایاتنا یؤمنون.(۱۵۱/اعراف)**

''اورمیری رحمت تمام چیزوں کومحیط ہورہی ہےتووہ رحمت ان لوگوں کے نام توضرورہی لکھوں گا جوکہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اورزکوٰۃ دیتے ہیں اور جوکہ ہماری آیتوں پرایمان لاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے اندرغضب کی صفت بھی رکھتے ہیں اور رحمت کی صفت بھی،لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کےغضب سے زیادہ وسیع ہے''

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اورغضب توصرف اسی پرواقع کرتے ہیں جس پرچاہتے ہیں اگرچہ کہ دستوراورقانون کے لحاظ سے ہرنافرمان جوغضب اورعذاب کامستحق ہوتاہےلیکن اللہ تعالیٰ بہت سے نافرمانوں کومعاف بھی فرمادیتے ہیں اوران نافرمانوں میں سے جوانتہائی سرکش اورشریر ہوتے ہیں ان پراپنا عذاب نازل کرتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہواکہ باوجودقدرت وطاقت کے اللہ تعالیٰ اپنے عذاب اورغضب کے دائرےکوتنگ فرمالیتے ہیں اوراس کے مقابلہ میں صفت رحمت کی وسعت اورکشادگی کا یہ عالم ہے کہ جس کے بارے میں خوداللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری رحمت دنیا کی ساری چیزوں کواحاطہ میں لی ہوئی ہے،بعض مرتبہ بعض نافرمان اللہ کی رحمت کے مستحق نہیں ہوتے مگراللہ تعالیٰ ایک گونہ ان پررحمت فرمادیتے ہیں اوراپنی رحمت کوکامل طورپران لوگوں کیلئے خاص کردیتے ہیں جواللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اورزکوٰۃ دیتے ہیں اوراللہ تعالیٰ کی آیتوں پرایمان لاتے ہیں۔

اس تشریح سے معلوم ہواکہ زکوٰۃ دینا بھی رحمت کاباعث ہیں جولوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے متلاشی ہیں وہ زکوٰۃ کے اس اہم فریضہ میں غفلت نہ کریں۔

**فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکواۃ فخلوا سبیلھم ان اللّٰہ غفوررحیم. (۵/توبہ)**

پھراگرکفرسےتوبہ کرلیں اوراسلام کے کام کرنےلگیں مثلاً نمازپڑھنےلگیں،زکوٰۃ دینےلگیں تو ''ان کارستہ چھوڑدوواقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں''

اس آیت کے پس منظر کی تفصیل میں گئے بغیر مختصر طور پر ہمیں جو سبق یہاں ملتا ہے اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس آیت سے زکوٰۃ کی اہمیت محسوس ومعلوم ہوتی ہے اس طرح کہ کسی شخص کے مسلمان ہوجانے پر اعتماد تین چیزوں پر موقوف قرار دیا گیا ہے' ایک توبہ، دوسرے نماز، تیسرے زکواۃ، جب تک ان چیزوں پر کوئی عمل نہ کرے محض کلمہ ٔطیبہ پڑھ لینے سے کامل مسلمان تصور نہیں کیا جائے گا۔

آپ ﷺ کے وصال کے بعد جب منکرین زکوٰۃ کی جماعت ابھری تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور اسی مذکورہ آیت سے استدلال کیا کہ جو زکواۃ کی فرضیت کا انکار کردے اس سے جنگ کرنی چاہیے' چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کی سرکوبی کی۔

## ایمان کے ساتھ نماز اور زکوٰۃ

**انما یعمر مسجدالله من امن باللّٰہ والیوم الآخر واقام الصلواۃ واتی الزکواۃ ولم یخش الاالله فعسی اولئک ان یکونوا من المھتدین.** (۱۸/ توبہ)

’’ہاں! اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکواۃ دیں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں، سو ایسے لوگوں کی نسبت توقع ہے کہ اپنے مقصود تک پہنچ جائیں گے‘‘

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسجدوں کی اصلی عمارت صرف وہی لوگ کرسکتے ہیں جو عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز وزکواۃ کی پابندی کرتے ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں۔

**ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰہ** کا مطلب یہ ہے کہ مشرک اور کافر لوگ مسجد کی تعمیر کا کام نہیں کرسکتے بلکہ یہ کام صرف ایمان والے ہی کرسکتے ہیں کا مطلب یہ ہے کہ مسجدوں کی انتظامی ذمہ داری اور اس کی تولیت کا کام مسلمان ہی کرسکتے ہیں، اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ کسی کافر کو کسی مسجد کا متولی اور منتظم نہیں بنایا جاسکتا' ظاہری درودیوار کی تعمیر کا کام کسی غیر مسلم سے بھی لیا

جاسکتا ہے، ہم نے اس آیت کو یہاں اس لئے تحریر کیا ہے تا کہ یہ بتلائیں کہ اللہ پر اور آخرت پر ایمان جس طرح ضروری ہے اسی طرح نماز اور زکواۃ بھی لازمۂ ایمان اور جزءِ ایمان ہے۔

## مومنوں کے اوصاف

**والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويقيمون الصلٰوة ويؤتون الزكوٰة ويطيعون اللّٰه ورسوله اولئک سيرحمهم اللّٰه ان اللّٰه عزيز حكيم. (۷۱/ توبه)**

''اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں، ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے''

یہاں مومن مردوں اور عورتوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں کہ ایمان والے ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں بھلائی کا آپس میں حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں' نماز کو قائم رکھتے ہیں اور زکواۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں ان اوصاف کے بیان کئے جانے کے بعد یہ حقیقت بتلادی گئی کہ جو مسلمان ان اوصاف کے مالک وحامل ہونگے ان پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔

مومنانہ اوصاف میں زکوٰۃ کی ادائیگی کو بھی ایک مستقل وصف قرار دیا گیا' اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی رحمت الٰہی کا موجب ہے۔

## زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر دردناک عذاب

**والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها فى سبيل اللّٰه فبشرهم بعذاب اليم يوم يحمى عليها فى نار جهنم فتكوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما كنزتم لانفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون. (۳۵/ توبه)**

''جولوگ سونا چاندی جمع کرکر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، سو

آپ ان کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے جو کہ اس روز واقع ہوگی کہ ان کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر ان سے لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا' اور یہ بتلایا جائے گا کہ یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کر کے رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو'

فی نفسہ سونا اور چاندی جمع کرنا جرم نہیں ہے بلکہ سونے چاندی کو جمع کر کے رکھنا اور اس میں سے جس قدر خرچ کرنے کا حکم ہے خرچ نہ کرنا یہ جرم ہے' اسی لئے اس آیت میں ولا ینفقونھا کی شرط لگائی گئی کہ جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کرتے رہتے ہیں اور اسکو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انکو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے' اس آیت نے یہ وضاحت کر دی کہ اگر کوئی آدمی سونا چاندی جمع کرتا ہے اور اس میں سے بطور زکوٰۃ وصدقات خرچ بھی کرتا ہے تو یہ عمل اس کیلئے عذاب کا باعث نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ اس آیت میں جو وعید ہے اس میں داخل نہیں ہے۔ (ابوداؤد) اس سے یہ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نکالنے کے بعد جو مال باقی رہے اس کا جمع رکھنا کوئی گناہ نہیں ہے۔

اس آیت میں زکوٰۃ نہ دینے پر مرتب ہونے والے عذاب کی تفصیل بھی بتلا دی گئی کہ جن لوگوں نے سونا چاندی جمع کیا اور زکواۃ نہ دی تو ان کے سونے اور چاندی کو قیامت کے دن تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں' پہلوؤں اور پشتوں پر داغ دیا جائے گا' اور ان سے کہا بھی جائے گا کہ یہ سزا زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر ہے۔

یہ آیتیں جب نازل ہوئی تھیں تو صحابہ کرام نے یہ سمجھا کہ ان کو مال جمع کرنے سے بالکل ہی روک دیا گیا ہے اس لئے جو کچھ ان کے یہاں تھا وہ سب خدا کی راہ میں خرچ کر دینا چاہا، حالانکہ اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں لٹا چکے تھے مگر ان کیلئے شاق گزری اور وہ گھبرائے کہ اگر ایسا کرنا فرض ہے تو اس میں کچھ دقت ضرور ہوگی، حضرت عمرؓ نے جب یہ عام گھبراہٹ دیکھی تو خدمت نبوی میں اس کی تفسیر پوچھنے کیلئے پہنچے' اور صحابہ کرام کی پریشانی کا ذکر فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ نے

زکوٰۃ صرف اس لئے فرض کی ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد تمہارے پاس جو مال بچ جائے وہ اس کو پاک کر دے اور جو کچھ باقی رہ جائے اس میں وراثت جاری کی ہے یعنی اگر سارا مال خرچ کرا دینا مقصود ہوتا تو وراثت جاری نہ کرتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ادا کر دینے کے بعد آدمی کا تمام مال پاک صاف ہو جاتا ہے۔

## ایمان اور نماز کے بعد زکوٰۃ کی دعوت

**عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ بعث معاذا الی الیمن فقال انک تاتی قوما اھل کتاب فادعھم الی شھادۃ ان لاالٰہ الا اللّٰہ وان محمدا رسول اللّٰہ فان ھم اطاعوالذالک فاعلمھم ان اللہ قدفرض علیھم خمس صلوات فی الیوم واللیلۃ فان ھم اطاعوالذالک فاعلمھم ان اللہ قد فرض علیھم صدقۃ توخذ من اغنیائھم فترد علی فقرائھم فان ھم اطاعوا لذالک فایاک وکرائم اموالھم واتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینھا وبین اللہ حجاب o (رواہ البخاری وسلم)**

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو (رخصت کرتے ہوئے ان سے) فرمایا کہ تم وہاں یک صاحب کتاب قوم کے پاس پہنچو گے (جب تم ان کو پاس پہونچو) تو (سب سے پہلے) ان کو اس کی دعوت دینا کہ وہ (اس حقیقت کو مانیں اور) اس کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو تم ان کو بتلاو کہ اس اللہ نے تم پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو ان کو بتلاو کہ اللہ نے ان پر صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان میں کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور انہی میں کے فقراء اور غرباء کو دیدی جائیگی۔ پھر اگر وہ اسکو بھی مان لیں تو (زکوٰۃ کی اس وصولیابی کے سلسلہ میں چھانٹ چھانٹ کے) ان کے اچھے نفیس اموال لینے سے پرہیز کرنا (بلکہ اوسط کے حساب سے وصول کرنا، اور اس بارے میں کوئی ظلم وزیادتی کسی پر نہ کرنا) اور مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ اس

کے اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں ہے (وہ بلا روک ٹوٹ سیدھی بارگاہ خداوندی میں پہنچتی ہےاور قبول ہوتی ہے )۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا والی اور قاضی بنا کر بھیجتے ہوئے (اگر چہ اہل کتاب کے علاوہ بت پرست مشرکین بھی تھےلیکن ) اہل کتاب کی خاص اہمیت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کا ذکر کیا اور اسلام کی دعوت وتبلیغ کا یہ حکیمانہ اصول تعلیم فرمایا کہ اسلام کے سارے احکام و مطالبات ایک ساتھ مخاطبین کے سامنے نہ رکھے جائیں،اس صورت میں اسلام انھیں بہت کٹھن اور نا قابل برداشت بوجھ محسوس ہوگا،اس لئے پہلے ان کے سامنے اسلام کی اعتقادی بنیاد صرف توحید ورسالت کی شہادت رکھی جائے پھر جب مخاطب کا ذہن اور دل اس کو قبول کرلے تو اس کے سامنے فریضہ نماز رکھا جائے اور جب وہ اس کو قبول کرلےتو اس کے سامنے فریضہ زکوٰۃ رکھا جائے اوراس کے بارے میں خصوصیت سے اور یہ بھی بتادیا جائے کہ یہ زکوٰۃ اورصدقہ اسلام کا داعی تم سے اپنے لئےنہیں مانگتا بلکہ ایک مقررہ حساب اور قاعدے کے مطابق جس قوم اور علاقہ کے دولت مندوں سے یہ لی جائے گی اسی قوم اور علاقہ کے پریشاں حال ضرورت مندوں میں خرچ کردی جائے گی۔ دعوت اسلام کے بارے میں اس ہدایت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یہ تاکید بھی فرمائی کہ زکوٰۃ کی وصولی میں پورے انصاف سے کام لیا جائے،ان کے مویشی اوران کی پیداوار میں سے چھانٹ چھانٹ کے بہتر مال نہ لیا جائے۔

## زکوٰۃ ادانہ کرنے کا عذاب

**عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من آتاہ اللّٰہ مالا فلم یؤد زکوتہ مثل لہ یوم القیمۃ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیمۃ ثم یاخذ بلھزمتیہ (یعنی شدقیہ)ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولایحسبن الذین یبخلون الآیۃ.(رواہ البخاری)**

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دولت عطافرمائی پھراس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو وہ دولت قیامت کے دن اس آدمی کے سامنے ایسے

زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گی جس کے انتہائی زہریلے پن سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں اور اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں (جس سانپ میں یہ دو باتیں پائی جائیں، وہ انتہائی زہریلا سمجھا جاتا ہے) پھر وہ سانپ اس (زکوۃ ادا نہ کرنے والے بخیل) کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا (یعنی اس کے گلے میں لپٹ جائے گا) پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا (اور کاٹے گا) اور کہے گا کہ میں تیری دولت ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ یہ فرمانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی **ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاھم اللّٰہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ.** (آل عمران/ ۱۹)

''اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال و دولت میں جو اللہ نے فضل و کرم سے ان کو دیا ہے (اور اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ مال و دولت ان کے حق میں بہتر ہے، بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ ان کیلئے بدتر ہے اور شر ہے، قیامت کے دن ان کے گلوں میں طوق بنا کے ڈالی جائے گی وہ دولت جس میں انھوں نے بخل کیا (اور جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی) (صحیح بخاری)''

اس حدیث میں زکوٰۃ نہ دینے کے گناہ کی جو خاص سزا بیان ہوئی ہے یعنی اس دولت کا ایک زہریلے ناگ کی شکل میں اس کے گلے میں لپٹ جانا اور اس کی دونوں باچھوں کو کاٹنا یقیناً اس گناہ اور اس کی اس سزا میں بھی ایک خاص مناسبت ہے یہ وہی لطیف مناسبت ہے جس کی وجہ سے اس بخیل آدمی کو جو مال کی محبت کی وجہ سے اپنی دولت سے چمٹا رہے اور خرچ کرنے کے موقعوں پر خرچ نہ کیا اور وہ اپنی دولت اور اپنے خزانے پہ سانپ بنا بیٹھا رہا، بسزا بھی اسی مناسبت سے دی جائے گی۔

## زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے دنیوی نقصان

**عن عائشۃ ؓ قالت سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول ما خالطت الصدقۃ مالا قط الا اھلکتہ.** (رواہ الشافعی والبخاری فی تاریخہ والحمیدی فی مسندہ)

''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے

تھے کہ مال زکوٰۃ جب دوسرے مال میں مخلوط ہوگا تو ضرور اس کو تباہ کردے گا''

محدثین نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اگر کسی آدمی پر زکوٰۃ واجب ہو اور وہ اس کو ادا نہ کرے تو بے برکتی سے اس کا باقی مال بھی تباہ ہو جائے گا۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب اور مصداق یہ ہے کہ اگر ایک غنی آدمی (جو زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہے) غلط طریقے پر زکوٰۃ وصول کرلے تو یہ زکوٰۃ اس کے باقی مال میں شامل ہو کر اس کو بھی تباہ کردے گی۔

## سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی

**عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہﷺ من استفاد مالا فلا زکوۃ فیه حتی یحول علیه الحول.** (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی کو کسی راہ سے مال حاصل ہو تو اس پر اس کی زکوٰۃ اس وقت تک واجب نہیں ہوگی جب تک اس مال پر سال نہ گزر جائے

## زکوٰۃ پیشگی بھی ادا کی جاسکتی ہے

**عن علیؓ ان العباس سال رسول اللہﷺ فی تعجیل صدقته قبل ان تحل فرخص له فی ذالک.** (ابوداؤد والترمذی)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ نے پیشگی اپنی زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ان کو اس کی اجازت دے دی۔

## زکوٰۃ کے مستحق کون ہیں؟

**عن زیاد بن الحارث الصدائی قال اتیت النبی ﷺ فبایعته فذکر حدیثا طویلا. فاتاه رجل فقال اعطنی من الصدقة فقال له رسول اللہﷺ ان اللہ لم یرض بحکم نبی ولا غیرہ فی الصدقات حتی حکم ھو فجزأھا ثمانیة اجزاء فان کنت من تلک الاجزاء اعطیتک.** (رواہ ابوداؤد)

زیاد بن حارث صدائیؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ ﷺ سے بیعت کی۔ زیاد نے اس موقع پر ایک طویل حدیث ذکر کی اور اسی سلسلہ میں یہ واقعہ نقل کیا کہ آپؐ کی خدمت میں اس وقت ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ مجھے عنایت فرمایئے؟ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مصارف کو نہ تو کسی نبی کی مرضی پر چھوڑا ہے اور نہ کسی غیر نبی کی مرضی پر' بلکہ خود ہی فیصلہ فرمادیا ہے اور ان کے آٹھ حصے (یعنی آٹھ قسمیں) کردی ہیں تو اگر تم ان قسموں میں سے کسی کے آدمی ہوتو میں زکوٰۃ میں سے تم کو دے دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں مصارف زکوٰۃ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے جس حکم کا حوالہ دیا ہے وہ سورۂ توبہ کی اس آیت میں مذکور ہے

**انما الصدقات للفقراء والمسكين والعملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفى الرقاب والغارمين وفى سبيل الله وابن السبيل.** (سورۂ توبة/۸)

''زکوٰۃ بس حق ہے مفلسوں اور محتاجوں کا اور اس کی تحصیل وصول کا کام کرنے والوں کا اور مؤلفۃ القلوب کا، نیز وہ صرف کی جاسکتی ہے غلاموں کو آزادی دلانے اور ان کی گلوخلاصی کرنے میں اور ان لوگوں کی مدد میں جو قرض وغیرہ کی مصیبت میں مبتلا ہوں اور (اسی طرح) مجاہدوں اور مسافروں کی مدد میں''

۱) **فقراء:** یعنی عام غریب اور مفلس لوگ۔ فقیر عربی زبان میں غنی کے مقابلے میں بولا جاتا ہے' اس لحاظ سے وہ تمام غریب لوگ اس میں آجاتے ہیں جو غنی نہیں ہیں (یعنی جن کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہے جس پر زکوۃ واجب ہوجاتی ہے) شریعت میں غناء کا معیار یہی ہے۔ کتاب الزکوۃ کے بالکل شروع میں حضرت معاذؓ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں زکوۃ کے بارے میں ارشاد ہوا ہے **''توخذ من اغنياء هم وترد الى فقراء هم''** زکوٰۃ مالداروں سے لی جائے گی اور فقراء میں دی جائے گی۔

۲) **مساکین:** وہ حاجت مند جن کے پاس اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے کچھ نہ ہو اور بالکل خالی ہاتھ ہوں۔

۳) **عاملین**: یعنی زکوٰۃ کی تحصیل وصول کرنے والا عملہ۔ یہ لوگ اگر بالفرض غنی بھی ہوں جب بھی ان کی محنت اور ان کے وقت کا معاوضہ زکوٰۃ سے دیا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یہی دستور تھا۔

۴) **مؤلفة القلوب**: ایسے لوگ جن کی تالیف قلب اور دلجوئی اہم دینی وملی مصالح کیلئے ضروری ہو، وہ اگر دولت مند بھی ہوں تب بھی اس مقصد کیلئے زکوٰۃ کی مد سے ان پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔

۵) **رقاب**: یعنی غلاموں اور باندیوں کی آزادی اور گلوخلاصی۔ اس مد میں بھی زکوٰۃ خرچ کی جاسکتی ہے۔

۶) **غارمین**: جن لوگوں پر کوئی ایسا مالی بار آپڑا ہو، جس کے اٹھانے کی ان میں طاقت وقوت نہ ہو، جیسے اپنی مالی حیثیت سے زیادہ قرض کا بوجھ یا کوئی دوسرا مالی تاوان۔ ان لوگوں کی مدد بھی زکوٰۃ سے کی جاسکتی ہے۔

۷) **فی سبیل اللّٰہ**: اکثر علماء اور ائمہ کے نزدیک اس سے مراد دین کی نصرت وحفاظت اور اعلاء کلمۃ اللہ کے سلسلے کی ضروریات ہیں۔

۸) **ابن السبیل**: اس سے مراد وہ مسافر ہیں جنھیں مسافرت میں ہونے کی وجہ سے مدد کی ضرورت ہو۔

# صدقہ کی خصوصیتیں

**عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان الصدقة لتطفی غضب الرب و تدفع میتة السوء (رواہ الترمذی)**

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

نبی رحمت ﷺ نے اس حدیث میں صدقہ کی دو خاصیتیں بیان فرمائی ہیں، ایک یہ کہ اگر بندے کی کسی بڑی لغزش اور معصیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب اس کی طرف متوجہ ہوتو صدقہ

اس غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے بندہ بجائے اللہ کے غضب اور ناراضی کے اس کی رضا اور رحمت کا مستحق بن جاتا ہے، اور دوسری خاصیت یہ ہے کہ صدقہ بری موت سے آدمی کو بچاتا ہے (یعنی صدقہ کی برکت سے اس کا خاتمہ اچھا ہوتا ہے)۔

**عن مرثد بن عبداللّٰہ ؓ قال حدثنی بعض اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ انه سمع رسول اللّٰہ ﷺ یقول ان ظل المؤمن یوم القیمة صدقته.(رواہ احمد)**

مرثد بن عبداللہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب کرامؓ نے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے کہ قیامت کے دن مومن پر اس کے صدقہ کا سایہ ہوگا۔

اس حدیث میں صدقہ کی یہ خصوصیت بیان کی گئی کہ قیامت میں صدقہ کرنے والے کیلئے اس کا صدقہ سائبان بن جائے گی جو اس دن کی تمازت (گرمی) سے اس کو بچالے گا۔

## صدقہ کی برکتیں

**عن ابی ہریرۃ ؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ مانقصت صدقة من مال ومازاد اللّٰہ بعفو الا عزاوما تواضع احد للّٰہ الا رفعه اللّٰہ.(رواہ مسلم)**

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی (بلکہ اضافہ ہوتا ہے) اور قصور معاف کر دینے سے آدمی نیچا نہیں ہوتا بلکہ اللہ اس کو سربلند کر دیتا ہے اور اس کی عزت میں اضافہ ہوجاتا ہے اور جو بندہ اللہ کیلئے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بلندی بخشے گا۔

**عن ابی امامۃ ؓ قال قال ابوذر یانبی اللّٰہ ارایت الصدقة ماھی؟ قال اضعاف مضاعفة وعنداللّٰہ المزید (رواہ احمد)**

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت ﷺ بتائیے کہ صدقہ کیا ہے؟ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا کیا اجر ملنے والا ہے)۔ آپ ﷺ نے

فرمایا کہ چندر چند (یعنی جتنا کوئی اللہ کی راہ میں صدقہ کرے اس کا کئی گناہ اسکو ملے گا) اور اللہ کے ہاں بہت ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی اور فیاضی ہے کہ وہ ان لوگوں کو جو اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اپنی شان سے انہیں کئی گنا اضافہ عطا فرماتے ہیں، چنانچہ جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں پورے یقین کے ساتھ دیا اللہ نے ان کی دنیا بھی بنادی اور آخرت بھی، جو لوگ بے حساب اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے ہاں مال و دولت کی فراوانی ہوتی ہے۔

یہ حدیث قدسی اس حقیقت کو اور زیادہ واضح کرتی ہے۔

**عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ قال الله تعالیٰ انفق یابن آدم انفق علیک.** (رواه البخاری و مسلم)

’’حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بندے کو اللہ کا پیغام ہے کہ اے آدم علیہ السلام کے فرزند! تو (میرے ضرورتمندوں پر) اپنی کمائی خرچ کر، میں اپنے خزانہ سے تجھ کو دیتا رہوں گا‘‘

جب اللہ تعالیٰ خود اس بات کی ضمانت دیدیں کہ تم اگر اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو میں تم پر خرچ کروں گا تو ایک صاحب ایمان کبھی بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے باز نہیں آئے گا، وہ ہمیشہ اس بات کی کوشش میں رہیگا کہ اللہ تعالیٰ سے لینے کیلئے مجھے ان غریبوں اور فقیروں کو دینا چاہئے اگر ادھر سے فقیروں اور محتاجوں کو دینے کا راستہ بند کیا جاتا ہے تو پھر اپنے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے کے راستہ کو گویا بند کرلیا جارہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان رحمت ہے کہ وہ بندوں کے خرچ نہ کرنے پر بھی دیدیتے ہیں۔

## یہ ہماری غلط فہمی ہے

**عن عائشة انهم ذبحوا شاة فقال النبیﷺ مابقی منها؟ قالت مابقی منها الا کتفها قال بقی منها غیر کتفها.** (رواه الترمذی)

حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہے کہ ایک بکری ذبح کی گئی (اوراس کا گوشت تقسیم کر دیا گیا۔رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ) دریافت فرمایا کہ بکری میں سے کیا باقی رہا؟۔

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ صرف ایک دست اس کی باقی رہی ہے(باقی سب ختم ہوگیا) آپ ﷺ نے فرمایا کہ:اس دست کے علاوہ جوتقسیم کر دیا گیااور دراصل وہی سب باقی ہے اورکام آنے والا ہے(یعنی آخرت میں انشاءاللہ اس کا اجر ملے گا)

عموماً لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو چیز ہم نے خرچ کی ہے وہ تو اپنے ہاتھ سے چلی گئی اور جو چیز ہمارے پاس ہے وہی باقی ہے،مگر نبی رحمرت ﷺ نے ہماری بند آنکھوں کوکھولدیا ہے (سلام ہو نبی رحمت ﷺ پر ) کہ آپ ﷺ نے آخرت کی نگاہ سے دیکھ کرفرمایا کہ آدمی جو چیز خرچ کر دیتا ہے حقیقت میں وہی چیز باقی ہے یعنی اس کا اجر وثواب تو نامۂ اعمال میں لکھ دیا گیا جو باقی رہے گا اور قیامت کے دن اس کا جروثواب ملے گا اور جو چیز آدمی کے پاس اب ہے اس کے بارے میں کوئی یقین نہیں کہ وہ کہاں خرچ ہوگا گناہوں میں خرچ ہوگا یا نیکی کے کاموں میں؟ وہ مال ابھی خدائی اکاونٹ میں جمع نہیں ہوا ہے اسلئے اس کے بارے میں یہ بات وثوق سے نہیں کہی جاسکتی کہ یہ باقی ہے،اللہ تعالیٰ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## زکوٰۃ کا مقصداور فائدے

اسلام نے زکوٰۃ کومشروع اس لئے فرمایا تا کہ دولت منجمد نہ ہو'بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ گردش اورحرکت میں رہے، معاشی طور پرخوشحالی اسی وقت ممکن ہے جب یہ دولت پھیلتی رہے۔زکواۃ کا مقصد یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں بھائی چارگی' ہمدردی اور ایثار کا جذبہ پیدا ہو۔محنت سے کمایا ہوا مال اللہ کے حکم کی خاطر اللہ کے ان بندوں پرخرچ کیا جائے جومفلس، نادار اورمحتاج ہوتے ہیں، زکوٰۃ کا مال جب آدمی دیتا ہے تو اس سے مال کی محبت میں کمی آتی ہے اور جب مال کی محبت میں کمی آتی ہے تو آدمی کے اخلاق میں ترقی ہوتی ہے اور زکوٰۃ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ غریبوں محتاجوں' تنگدستوں' مفلسوں' کمزوروں' مفلوجوں' مسافروں' قیدیوں' تیموں

اور بیواؤں کی زندگی کی بنیادی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور ہمیشہ تنگدستی میں گزرانے والوں کے ہاں خوشحالی کا سامان پیدا ہوجاتا ہے' یہی وجہ ہے کہ ماہ رمضان میں جب لوگ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں تو ہرغریب کے ہاں کسی نہ کسی قدر فروانی آتی ہے،اس کے گھر میں بھی خوشی وشادمانی کی لہر دوڑنے لگتی ہے' زکواۃ کا اخروی فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ نیکیاں ملتی ہیں جن کا تذکرہ قرآن وحدیث میں ہے۔زکواۃ سے اصل مال شرعی اعتبار سے پاک وصاف ہوجاتا ہے اور اصل مال زکوٰۃ کی برکت سے محفوظ بھی ہوجاتا ہے۔

## زکوٰۃ کب ادا ہوگی؟

زبان عربی میں زکوٰۃ کے حقیقی معنی پاک ہونے اور بڑھنے کے ہیں اور شرعی اعتبار سے زکوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کو خوش کرنے کیلئے' اللہ کے حکم کے مطابق مقررہ مال کسی مستحق مسلمان کو مالک بنا کر دیدینے کا نام زکوٰۃ ہے۔

زکوٰۃ اسی وقت ادا ہوگی جب کہ جو مال جس کو دیا جارہا ہے اس کے عوض میں زکوٰۃ دینے والا جس کو زکوٰۃ دے رہا ہے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھائے، اگر دینے والا کوئی فائدہ اس شخص سے اٹھائے گا یا اس کی امید رکھے گا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ،زکواۃ کے ادا کرنے کیلئے نیت بھی ضروری ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بغیر کسی نیت کے بہت سا مال اللہ کی راہ میں خرچ کردے تو فرض زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

## زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

ہر سال اس عاقل اور بالغ مسلمان مرد وعورت پر زکوٰۃ فرض ہے جو صاحب نصاب ہو اور اس مال پر پورا سال گزر گیا ہو۔

## صاحب نصاب کون ہے؟

صاب نصاب کی اصطلاحی تعریف کو سمجھنے کیلئے نصاب کی حقیقت کو سمجھ لینا ضروری ہے۔ شریعت میں نصاب سونے چاندی یا مال واسباب کی اس مقدار کو کہتے ہیں جس پر زکواۃ واجب ہوتی ہے اور جس کے پاس یہ مقدار ہوتی ہے اس کو صاحب نصاب کہتے ہیں۔

ایک مثال سے اس کو سمجھا جا سکتا ہے کہ جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، اب ایسے شخص کو اس مال کا چالیسواں حصہ نکالنا واجب ہے چاہے تو چاندی یا سونا میں سے چالیسواں حصہ نکال کر دے دے یا اس کی قیمت ادا کر دے۔

## چھ قسم کی چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے

اس نکتہ کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ چھ چیزوں پر زکواۃ نہیں بلکہ چھ قسم کی چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے، اب ان چھ قسموں میں انسان کے قبضہ میں موجود ہزاروں چیزیں بھی آسکتی ہیں، ہم ان چھ قسموں کو تحریر کرتے ہیں:

۱۔ چاندی، سونا اور ان کی بنی ہوئی تمام چیزیں مثلاً زیورات، برتن، سکے وغیرہ۔

۲۔ ہر قسم کا تجارت کا مال یعنی ہر وہ مال جس کی تجارت آدمی کرتا ہے۔

۳۔ نقد روپے چاہے وہ روپے نوٹ اور پاونڈ کی شکل میں ہوں ڈالر اور ٹکہ کی شکل میں ہوں، روپے پیسے کی ہر وہ شکل جس کو روپے پیسے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۴۔ زمین کی پیداوار چاہے وہ اناج ہو، میوے اور پھل ہوں یا ترکاریاں ہوں (اس میں فقہی تفصیلات ہیں)

۵۔ ایسے مویشی (جانور) جو تجارت کی غرض سے پالے جائیں یا نسل بڑھانے کیلئے پالے جائیں یا دودھ حاصل کرنے کی غرض سے رکھے جائیں اگر جانوروں میں تجارت کی نیت ہو تو ان پر زکواۃ واجب ہوگی۔

۶۔ معدنیات یعنی زمین سے نکلنے والا لوہا تانبا وغیرہ۔

## سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کی تفصیلات

سونا:۔ اگر کسی کے پاس صرف ساڑھے سات تولے سونا ہے یعنی ساڑھے سات تولے کے زیورات ہیں تو ایسی صورت میں زکوٰۃ واجب ہوگی اگر اس سے کم ہو تو زکوٰۃ نہیں ہے۔

سونے کی زکوٰۃ کے ادا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جتنا سونا ہے اس کی قیمت موجودہ

بھاؤ کے لحاظ سے لگالی جائے مثلاً کسی کے پاس دس تولے سونا ہے اور بازار میں ایک تولے سونے کی قیمت مثلاً بیس ہزار روپیہ ہے تو دس تولے سونے کی قیمت دو لاکھ روپیہ ہوئی، اب دولاکھ روپیوں کی زکوٰۃ پانچ ہزار روپیہ ہوگی، اس لئے کہ فی ہزار پچیس روپیہ زکوٰۃ ہوتی ہے' اگر صرف سونا ہو اور چاندی نہ ہو تو جب تک ساڑھے سات تولے سونا نہ ہو زکواۃ واجب نہیں ہوتی اگر سونے کے ساتھ تھوڑی سی بھی چاندی ہو تو اب ضروری نہیں کہ سونا ساڑھے سات تولے ہو تو ہی زکوٰۃ واجب ہوگی بلکہ اب چاندی کے لحاظ سے زکوٰۃ واجب ہوگی، اس طرح کہ یہ دیکھا جائے گا کہ اگر دو تولے سونا ہے اور چاندی بھی ہے تو دیکھا جائے گا کہ باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر سونا ہے یا نہیں، اگر اتنا سونا چاندی کے ساتھ ہے کہ ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کو پہنچتا ہے تو جب بھی زکوٰۃ واجب ہوگی ایسی صورت میں جس قدر سونا اور چاندی موجود ہے دونوں کی قیمت لگائی جائے گی، اور جتنے ہزار قیمت لگے گی فی ہزار پچیس روپیہ زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

**چاندی:**۔ اگر سونا تھوڑا بھی نہیں ہے صرف چاندی ہے اور ساڑھے باون تولے سے کم ہے تو زکواۃ واجب نہیں ہوگی، اگر ساڑھے باون تولے چاندی ہے یا اس سے زائد ہے تو پھر پوری چاندی کی قیمت لگا کر سابقہ حساب (جو بتلایا گیا) سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

سونے اور چاندے کی زکوٰۃ ایک سال گزر جانے کے بعد واجب ہوتی ہے یعنی چاندی اور سونا یا ان کے زیورات جو اس وقت اس کے پاس ہیں ان کا مالک بن کر سال مکمل ہوگیا ہو تو زکوٰۃ واجب ہے' اگر ایک آدمی محرم/۱۴۲۲ھ میں سونا خریدے اور اس کا مالک بن جائے تو اس پر زکواۃ اس وقت واجب ہوگی جب کہ محرم/۱۴۲۳ھ آجائے۔

زکوٰۃ کا رمضان سے تعلق نہیں ہے ہاں! لوگ اپنی سہولت کی وجہ سے یا رمضان میں زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رمضان میں زکوٰۃ ادا کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اور نوے فیصد مسلمان اس پر عمل بھی کرتے ہیں' رمضان بھر کے اخراجات اور عید کے موقع پر ہونے والے اخراجات میں کافی سہولت غرباء و مسکینوں کو ہوتی ہے جب کہ رمضان میں زکوٰۃ ادا کی جائے۔

سونے اور چاندی کی زکوٰۃ سنار سے وزن کرا کے یا خود ہی وزن کر کے دیں تا کہ زکوٰۃ جس قدر واجب ہے اس سے کم ادا نہ ہوا گر زکواۃ میں واجب مقدار سے کچھ زیادہ ہی ادا کر دے تو بہتر ہے اس لئے کہ اگر کم ادا ہوگی تو گنہ گار ہوگا' سونے چاندی کے زیورات برتن وغیرہ چاہے استعمال کئے جاتے ہوں یا نہ کئے جاتے ہوں دونوں صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہے' اگر سونے چاندی میں ملاوٹ ہوتو دیکھا جائے گا کہ سونا کم ہے یا ملاوٹ کم ہے، اگر ملاوٹ کم ہوتو پوری چیز سونے کے حکم میں ہے اور اگر ملاوٹ زیادہ ہے تو اس چیز کا حکم وہی ہے جو دھات اس میں ملی ہوئی ہے۔

سونے اور چاندی کی زکوٰۃ میں سونا اور چاندی ہی دیدے یا اس کی قیمت دیدے دونوں صورتیں برابر ہیں' عموماً لوگ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ اس کی قیمت لگا کر ہی دیتے ہیں' اور اسی میں سہولت بھی ہے عموما عورتیں زیورات اپنی دلی آرزووں سے خریدتی ہیں ظاہر ہے کہ وہ زکوٰۃ اس چیز میں سے کیسے ادا کرنے کیلئے تیار ہوں گی اس لئے سہولت اس میں ہے کہ سونے اور چاندی کے زیورات کی قیمت لگا کر ڈھائی فیصد زکواۃ ادا کر دی جائے۔

## نقد رقم کی زکوٰۃ

روپے پیسے چاہے وہ درھم' ریال اور دینار کی شکل میں ہوں یا ڈالر' کرنسی نوٹ اور سکوں کی شکل میں ہوں اگر یہ روپے پیسے اتنی مقدار میں ہوں کہ ان کا نصاب ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو ان روپیوں پر بھی زکوٰۃ واجب ہے جب کہ یہ روپے آدمی کی ضرورت سے زائد ہوں اور ان پر ایک سال گزر چکا ہو' مثلاً اگر کسی کے پاس سات آٹھ ہزار روپے ہیں اور ان روپیوں پر ایک سال بھی گزر چکا ہے اور یہ روپئے اس کی اصل ضرورت سے زائد بھی ہیں تو ان پر زکواۃ واجب ہوگی، اب وہ فی ہزار پچیس روپے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اس لئے کہ آج کل کے بھاؤ کے لحاظ سے ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت لگ بھگ اتنی ہی رقم ہوتی ہے' اگر کسی کے پاس ضرورت سے زائد اتنے روپے پیسے ہیں کہ ۵۲ تولے چاندی کی قیمت کے برابر نہیں اس سے کم ہیں تو اب زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

نقدرقم وغیرہ کے سلسلہ میں بنیادی طور پر دو ہی باتیں ہیں کہ یہ نقدرقم (روپیے پیسے) ضرورت سے زائد ہوں تو زکوٰۃ واجب ہے، اسی طرح اگر یہ روپیے پیسے اس کے پاس آئے ہوئے ایک سال گزر چکا ہو تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔

ان مسائل میں ضرورت سے زائد کے الفاظ جو آرہے ہیں یہاں بنیادی طور پر ہمیں ضروریات کی حد بندی کرلینی ضروری ہے، ہر آدمی ہر چیز کو ضروریات میں شمار کرے گا تو عمر بھر زکوٰۃ ہی واجب نہیں ہوگی اس لئے اس سلسلہ میں واضح بات یہ ہے کہ ضروریات دو طرح کی ہوتی ہیں ایک بنیادی ضرورتیں ہیں، جیسے کھانا پینا' پہننا' رہنا سہنا' علاج معالجہ' وغیرہ ظاہر ہے کہ یہ اہم ضروریات ہیں جن کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہے اور ضروریات کی دوسری شکل یہ بھی ہے' عیش وآرام' شادی ، ولیمہ' ختنہ' عقیقہ وغیرہ کی تقریبیں' فضول دعوتیں' ضرورت سے زائد سواریاں اور بچوں کی اعلیٰ تعلیم کیلئے ڈونیشن فیس وغیرہ۔

پہلی قسم کی ضروریات اپنے اندر اہمیت رکھتی ہیں اگر ایسی ضروریات درپیش ہیں اور آدمی کے پاس ان ضروریات کو پورا کرنے کیلئے روپیہ پیسہ انہی ضروریات کے بقدر گھر میں یا بینک میں رکھا گیا ہے تو ان روپیوں پر زکواۃ واجب نہ ہوگی۔

اور اگر ضروریات دوسری شکل کی ہیں جس کی وضاحت کی گئی تو ظاہر ہے کہ یہ ضروریات بنیادی نہیں ہیں ان ضروریات کی اس قدر اہمیت نہیں ہے کہ ان کے بغیر زندگی گزارنا دشوار ہو' اس لئے ایسی ضروریات کی تکمیل کیلئے روپیے پیسے' مکان میں یا اماناً کسی کے پاس یا بینک وغیرہ میں رکھا گیا ہے تو ان کی زکوٰۃ تو ادا کرنی ہوگی۔ایک کامل ایمان رکھنے والا شخص ایسی چیزوں کو بنیاد بنا کر زکواۃ سے بچنے کے حیلے تلاش نہیں کرے گا۔

یہاں ایک مسئلہ یہ بھی سمجھنا ہے کہ ایک ضرورت ایسی ہوتی ہے جو حال یعنی موجودہ زمانہ سے متعلق ہے اور وہ ضرورت جائز بھی ہے تو ایسی صورت میں وہ شخص مجبور ہے لیکن ایک ضرورت ایسی ہوتی ہے جس کا تعلق حال سے نہیں بلکہ مستقبل سے ہوتا ہے مثلاً میں اگر بوڑھا ہو جاوں گا تو کیا ہوگا؟ اس لئے پچیس، تیس ہزار روپیے جمع کرلیا یا مستقبل میں تجارت کریں گے اس لئے

پچاس ساٹھ ہزار روپئے جمع کرلیا تو یہ ضرورت چونکہ فی الوقت نہیں ہے اس لئے ایسی صورت میں جمع شدہ رقم کی زکوٰۃ دینی واجب ہے۔

اگرکسی نے اس نیت سے روپیے جمع کئے ہیں کہ میں حج کروں گا اور ان روپیوں کو رکھے ہوئے ایک سال مکمل ہوگیا تو اس جمع شدہ رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

## زکوٰۃ سے متعلق اہم مسائل

ا۔ عورتوں کے کپڑوں پر اگر خالص سونے یا چاندی کے گوٹے لگے ہوں جیسا کہ کپڑوں پر کام کیا جاتا ہے اگر وہ سونا اس قدر ہے کہ نصاب کی مقدار کو پہنچتا ہے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۲۔ اگرکسی کے پاس گھڑی کا کیس یا ہاتھ کی زنجیر سونے چاندی کی ہو زکواۃ واجب ہوگی ہاں اگر صرف سونا یا چاندی کا پانی اس پر چڑھایا گیا ہو تو زکواۃ واجب نہ ہوگی۔

۳۔ اگرکسی نے سال پورا ہونے سے پہلے ہی زکوٰۃ ادا کردی تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی یا دو سال کی اکٹھی زکوٰۃ ادا کردے تو جب بھی ادا ہوجائے گی۔

۴۔ زکوٰۃ چاند کے مہینے سے ادا کرنا چاہیے اگر دشواری ہو تو شمسی (انگریزی) مہینوں کے حساب سے بھی ادا کی جاسکتی ہے، شمسی سال کے مقابلہ میں قمری سال چھوٹا ہوتا ہے اس لئے قمری سال کے حساب سے ادا کرنے میں فقراء و مساکین کا فائدہ ہے اگر شمسی حساب سے دے تو کچھ زیادہ دے دینا بہتر ہے۔

۵۔ زکوٰۃ کا روپیہ فوراً خرچ کرنا ضروری نہیں ہے اگرکسی نے زکوٰۃ کا روپیہ نکال کر علیحدہ کردیا اور یہ اِرادہ کرلیا کہ تھوڑا تھوڑا کر کے غریبوں پر خرچ کروں گا تو یہ بھی جائز ہے۔

۶۔ زکوٰۃ دینے والے کو چاہیے کہ وہ خود مستحق زکوٰۃ کو تلاش کرے، مستحق کے آنے کے انتظار میں نہ رہے۔

۷۔ فرض زکوٰۃ علی الاعلان دیا جائے اور نفل صدقہ وخیرات چھپا کر دینا ہی بہتر ہے۔

۸۔ زکوٰۃ کی رقم کسی کو دیتے ہوئے اسے یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے، اگر

زکوٰۃ کا لفظ استعمال کرنے سے جس کو دے رہا ہے اس کی دل شکنی یا ایذاء کا امکان ہو تو چھپانا ہی بہتر ہے۔

بطور خاص قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کو زکوٰۃ کی رقم دیتے ہوئے صراحت نہ کرنا ہی بہتر ہے، صرف دل میں نیت کر لے کافی ہے۔

۹۔ زکوٰۃ میں نقد روپیہ بھی دیا جاسکتا ہے اور کوئی سامان مثلاً کپڑا، غلہ، غریب طلبہ کی کتابیں وغیرہ خرید کر دی جاسکتی ہے۔

۱۰۔ ایک آدمی کو زکوٰۃ اتنی رقم نہیں دینا چاہیے جس سے وہ خود صاحب نصاب ہو جائے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے، ہاں اگر وہ آدمی ہزاروں کا مقروض ہے تو اس کو دیا جاسکتا ہے اس لئے کہ ایسی صورت میں جب کہ وہ مقروض ہو زیادہ رقم دینے سے صاحب نصاب نہیں بن جاتا۔

۱۱۔ اگر زکوٰۃ کی رقم کسی کے ذریعہ سے مستحق تک پہنچائے تو یہ بھی درست ہے۔

۱۲۔ نابالغ کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اسلئے کہ زکوٰۃ کے شرائط میں عاقل بالغ ہونا موجود ہے۔

۱۳۔ کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ کا روپیہ نہیں دینا چاہیے۔

۱۴۔ اگر کسی کے پاس دو چار مکان ایسے ہیں جو کرایہ پر چلتے ہیں لیکن ان کی آمدنی اتنی نہیں ہے کہ اس سے اس کے بال بچوں کا گزر بسر ہو سکے اور اس کے پاس نقد رقم یا سونا چاندی بھی نصاب کے بقدر نہیں ہے تو ایسی صورت میں ایسے شخص کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

## تجارت کے سامان کا نصاب کیا ہے؟

تجارت کے سامان کا نصاب روپے پیسے کے نصاب کی طرح ہے، اگر تجارت کے سامان کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی، اس حساب سے جتنا تجارت کا سامان ہے اسکی قیمت لگائی جائیگی اور فی ہزار پچیس روپیے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائیگی۔

# کرایہ کے مکان یا سامان کا حکم کیا ہے؟

تجارت کے سامان کا حکم بتا دیا گیا ہے اگر کسی کے پاس ایسا مکان ہے جس کو اس نے کرایہ پر دیا ہے تو اس مکان کی پوری قیمت پر زکواۃ نہیں ہے بلکہ جس قدر کرایہ سالانہ آرہا ہے کرایہ میں آنے والی اس رقم پر زکوٰۃ ہے، اسی طرح اگر کسی نے کوئی سواری (بس، کار وغیرہ) یا دوسرے سامان اپنی ذاتی ضرورت کیلئے نہیں بلکہ کرایہ کیلئے رکھے ہیں تو جو کچھ رقم کرایہ کے طور پر ملتی ہے اور وہ ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو اس پر زکواۃ دینی چاہیے۔

# جانوروں کی زکوٰۃ

عموماً لوگ جانوروں کو دو حیثیتوں سے اپنے پاس رکھتے ہیں، بعض لوگ گائے اور بکری وغیرہ اس لئے رکھتے ہیں کہ ان کا دودھ پیئیں، گھی کھائیں اور ان کی کھاد کھیتوں میں ڈالیں، اور بعض لوگ اس لئے جانوار کو اپنے پاس رکھتے ہیں تاکہ ان سے ان کی نسل میں اضافہ ہو اور ان جانوروں کی تجارت بھی کرتے ہیں، دوسری حیثیت اور شکل کا حکم وہی ہے جو تجارت کے سامان کا ہے کہ ان جانوروں کی قیمت کا اندازہ لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے۔

## بکریوں کا نصاب:

ایک سے (۳۹) بکریاں ہوں تو زکواۃ واجب نہیں

۴۰ بکریوں ہوں تو ایک بکری، ۱۲۰ بکریوں تک ایک ہی بکری زکوٰۃ میں دی جائے گی،

۱۲۱ بکریوں سے ۲۰۰ بکریوں تک صرف دو بکریاں دی جائینگی،

۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں دی جائیں گی۔

نوٹ: دنبوں اور بھیڑوں کا بھی یہی حکم ہے، بھیڑ بکری چاہے نر ہوں یا مادہ سب کا ایک ہی حکم ہے۔

## گائے اور بھینس کا نصاب:

ا سے ۲۹ گائے اور بھینس پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

۳۰ سے ۳۹ گائے اور بھینس پر ایک سال کا بچھڑا یا اس کی قیمت۔

۴۰ سے ۵۹ گائے اور بھینس پر پورے دو سال کا بچھڑا یا اس کی قیمت۔

۶۰ سے ۶۹ گائے اور بھینس پر ایک ایک سال کے دو بچھڑے۔

اسی طرح جتنے زیادہ ہوں گے زکوٰۃ بڑھتی جائے گی۔

ہمارے ہاں اونٹ پالنے اور رکھنے کا رواج تو عموماً نہیں ہے پھر بھی مختصراً لکھا جا رہا ہے۔

۱/اونٹ سے چار اونٹ تک کچھ نہیں۔

۵/اونٹ سے ۹ اونٹ تک ایک بکرا یا بکری یا اس کی قیمت۔

۱۰/اونٹ سے ۱۴ اونٹوں تک دو بکریاں یا دو بکرے۔

نوٹ: گھوڑے، گدھے یا خچر سواری کرنے یا بوجھ لادنے کیلئے ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اگر تجارت کیلئے ہوں تو ان کی قیمت کا اندازہ کر کے زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔

## بینک میں موجود روپیوں کی زکوٰۃ:

بینک میں جو رقم موجود ہے اگرچہ کہ وہ آدمی کے قبضہ میں نہیں لیکن وہ اس رقم کا مالک ہے اس رقم کو خرچ کرنے کا پورا حق رکھتا ہے، اس لئے اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر نصاب کے بقدر ہو، اسی طرح وہ رقم جو بینک میں فکس رکھ دی جاتی ہے جس کو فکسڈ ڈپازٹ کہتے ہیں اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ کہ اس رقم کو وہ خرچ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے لیکن اس کے باوجود زکوٰۃ واجب اس لئے ہوگی کہ انہوں نے یہ رقم اپنی خوشی اور مرضی سے رکھی ہے۔

اسی طرح اس رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہے جو امانت کے طور پر کسی کے پاس رکھی ہے جس نے اپنی رقم امانت رکھی ہے اس کو چاہیے کہ وہ اس رقم کی بھی زکوٰۃ ادا کرے جب کہ نصاب کے بقدر ہو۔

## پرواڈنٹ فنڈ کا حکم:

پرواڈنٹ فنڈ جس کو پی۔ایف کہا جاتا ہے جو سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں سے سرکار کاٹ لیتی ہے اور جمع رکھتی ہے اس کے بارے میں بھی فقہانے یہی کہا ہے کہ اگر یہ فنڈ نصاب کے بقدر پہنچ جائے تو اس پر بھی ہر سال زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

سال کے آخر میں جتنے روپے جمع ہوجائیں ان روپیوں کی زکوٰۃ ہر سال دیدینا چاہیے اگرچہ کہ پرواڈنٹ فنڈ کی یہ رقم اس کے قبضہ میں نہیں ہے لیکن وہ رقم اس کی ملکیت میں ہے اگر وہ ملازمت چھوڑ دے گا یا وظیفہ لے لے گا تو وہ رقم اس کو مل جائے گی۔

اگر کوئی شخص ہر سال اس رقم کی زکوٰۃ نہ دے بلکہ حساب لگا کر پوری رقم ملنے کے بعد تمام برسوں کی زکوٰۃ ادا کرے تو وہ بھی جائز ہے' اس میں علماء کا اختلاف بھی ہے۔

عشر کی تعریف اور اس کا حکم

زمین سے جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور اس پر جو زکوٰۃ شریعت کی طرف سے متعین کی جاتی ہے اس کو ''عشر'' کہتے ہیں۔

تجارت کے سامان اور روپے پیسوں کی طرح عشر کا حکم نہیں بلکہ اس کا حکم الگ الگ ہے۔

عشر ہر مسلمان مرد وعورت بالغ ونابالغ عاقل ہو یا پاگل پر فرض ہے' زمین کی پیداوار میں مثلاً جو، گیہوں' چنا' مٹر' مسور' آم' امرود' سنترے' بادام' کشمش' ہر قسم کی ترکاریاں سب داخل ہیں' ہر وہ چیز جو زمین سے اگے اور جس سے آدمی فائدہ حاصل کرے۔

## زکوٰۃ کے حکم اور عشر کے حکم میں کافی فرق ہے

زکوٰۃ کیلئے سال پورا ہونا شرط ہے جب کہ عشر کیلئے ایسا کوئی قانون نہیں جب بھی کوئی چیز پیدا ہوئی عشر فرض ہے' اور نصاب عشر کا یہی ہے کہ جو بھی پیدا ہو اس کا دسواں حصہ نکالا جائے۔

زکوٰۃ میں عاقل اور بالغ کی شرط ہے جب کہ عشر میں عاقل بالغ کی بھی شرط نہیں' اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی بچہ یا پاگل ہے اور اس کی ملکیت میں باغ اور کھیت ہیں تو جو بھی چیز پیدا

ہوگی اس میں سے عشر نکالا جائے گا' اگر کھیت کو بٹائی پر کرے تو ہر حصہ دار پر اپنے اپنے حصہ میں سے عشر نکالنا ضروری ہے' اگر پیداوار بغیر آبپاشی کے بارش کے پانی یا بغیر پانی ہی کے ہوئی ہو مثلاً دھان' باجرہ' جوار وغیرہ تو ان تمام چیزوں میں دسواں حصہ نکالنا فرض ہے اگر دس تھیلے دھان کی پیداوار ہوئی ہو تو ایک تھیلہ بطور زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

اگر پیداوار سینچائی کے ذریعہ ہوئی ہو تو پیداوار کا بیسواں حصہ یعنی بیس تھیلے گیہوں اگے تو صرف ایک تھیلہ گیہوں بطور زکوۃ ادا کی جائے گی اور جہاں دونوں صورتیں جمع ہوں کہ سینچائی بھی ہوئی اور بارش کے پانی سے بھی فائدہ پہنچا ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر زیادہ حصہ سینچائی کا ہے تو بیسواں حصہ دینا ہوگا اور اگر فصل کا زیادہ حصہ بارش سے ہوا ہو تو دسواں حصہ دینا ہوگا۔

## ان لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم نہ دیں

۱۔سادات یعنی سید لوگ جو اپنے آپ کو حسنی' حسینی ،علوی وغیرہ کہتے ہیں۔

۲۔ایسا شخص جس کے پاس خود نصاب کے بقدر مال ہو۔

۳۔اپنے ماں باپ' دادا دادی' نانا نانی' پردادا پردادی' پرنانا پرنانی' اور اس سے اوپر کے لوگ۔

۴۔بیٹا بیٹی' پوتا پوتی' نواسہ نواسی' پرپوتا پرپوتی' پرنواسہ پرنواسی اور اس سے نیچے کے لوگ۔

۵۔شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو۔

۶۔غیر مسلم کو۔ ۷۔نابالغ بچوں کو۔ ۸۔مسجد کی تعمیر میں۔

۹۔مردے کے کفن دفن اور اس کے قرض کی ادائیگی میں۔

نوٹ: اگر زکواۃ کی رقم کے علاوہ کوئی رقم کسی غریب مردے کے کفن کیلئے نہیں ہے تو کسی مستحق کو زکوٰۃ کی یہ رقم دی جائے اور اس کو اس رقم کا مالک بنایا جائے اور وہ شخص اس رقم سے مردے کے کفن کا انتظام کردے یا اس کے قرض کی رقم ادا کردے۔

## سب سے پہلے زکوٰۃ ان لوگوں کو دیجئے

زکوٰۃ پانے کے سب سے زیادہ حقدار اپنے وہ قریبی رشتہ دار ہیں جو غریب مسکین، محتاج ہیں مثلاً بھائی' بھتیجے بھتیجیاں، بہن بہنوئی، بھانجے بھانجیاں، چچا چچی، خالہ خالو، پھوپھی پھوپھا، ماموں ممانی، ساس سسر، سالے، داماد، سوتیلے باپ، سوتیلی ماں ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ کا ثواب بھی ہے اور صلہ رحمی کا ثواب بھی ہے، حضور ﷺ نے ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دینے میں دوہرے اجر کی خوشخبری دی ہے۔

ان کے بعد دوستوں اور پڑوسیوں کا حق ہے' پھر اپنے شہر یا اپنی آبادی کے دوسرے مستحق لوگوں کا حق ہے پھر ان لوگوں کا حق ہے جن کو دینے سے دین کا نفع ہے جیسے دینی مدارس و مکاتب، بیت المال، یتیم خانے، طلباء، دین کے داعی، مبلغ، دینی تعلیم میں لگے ہوئے لوگ وغیرہ۔

کیا زکوٰۃ کی رقم دوسرے مقام کو بھیجی جاسکتی ہے؟

جہاں تک ہوسکے زکوٰۃ جہاں نکالی جائے وہیں خرچ کی جائے، ہاں اگر ایسی جگہ وہ رہتا ہے جہاں محتاج اور تنگدست ہوتے ہی نہیں یا ہوتے تو ہیں لیکن کم جیسے سعودی عرب' امریکہ وغیرہ تو یہاں رہنے والے لوگ اپنی زکوٰۃ کی رقم دوسرے ایسے مقامات کو بھیج سکتے ہیں جہاں شدید ضرورت ہوتی ہے' اسی طرح اگر کوئی اپنا رشتہ دار یا دوست کسی دوسرے مقام میں رہتا ہے اور اس نے مدد کی درخواست کی ہے اور وہ واقعی مستحق ہے تو ایسی صورت میں زکوٰۃ کی رقم وہاں تک بھیجی جاسکتی ہے بلکہ بعض مرتبہ ضروریات کے لحاظ سے دوسرے مقام پر بھیجنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

## کیا دینی مدارس زکوٰۃ کے مستحق ہیں؟

دین اور علم دین کی حفاظت میں جو اہم کردار علماء دین نے ادا کیا ہے وہ نا قابل فراموش ہے، مدارس عربیہ کے یہ بوریہ نشین اس علم دین کی نشر و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں اور یہ طلباء اپنے گھر بار کو چھوڑ چھاڑ کر علم دین میں لگے ہوئے ہیں، ایسے مدارس کی ضرورت موجودہ حالات میں اور زیادہ بڑھ گئی ہے اور ان مدارس کا تحفظ اور ان کا استحکام اور ان کی ترقی مسلمانوں کے تعاون پر

موقوف ہے اور سارے مسلمانوں پر ان مدارس کے تعاون کی ذمہ داری ہی نہیں بلکہ ان پر فرض ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ مدراس کیوں زکوٰۃ کے مستحق ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مدارس زکوٰۃ کے جو آٹھ مصارف بیان کئے گئے ہیں ان میں سے کئی مدوں کے مستحق ہیں، ان مدارس میں فقراء ومساکین بھی ہیں جو طالب علم کی حیثیت سے قیام پذیر ہیں اور یہ اپنے وطن کو چھوڑ چھاڑ کر اپنے ماں باپ سے دور رہ کر پردیسی کی زندگی گزارتے ہیں بعض حالات میں یہ ابن سبیل (مسافر) کی تعریف میں بھی آتے ہیں اور ان مدارس میں جتنے لوگ کام میں لگے ہوتے ہیں یہ اللہ کے راستہ کا کام کررہے ہیں اس حیثیت سے **وفی سبیل اللّٰہ** کا مصرف بھی یہاں موجود ہے، موجودہ حالات میں جب کہ حکومت ہند نے ان مدارس کو یکا وتنہا اور بے بس کردیا ہے اور ان کے خلاف پروپگنڈے جاری رکھے ہیں ایسے حالات میں ان مدارس پر زکواۃ کی رقم کا لگانا ہر لحاظ سے امتیاز ومناسب ہے۔

اب یہ مدراس کا کام ہے کہ اس زکوٰۃ کی رقم کو شرعی حدود میں خرچ کریں، اس مدارس میں علماء ومفتیان کرام ہوتے ہیں، وہ اس کے ذمہ دار ہیں، عوام کا کام صرف تعاون کرنا ہے اور ان مدارس کے ذمہ داران کے بارے میں حسن ظن قائم رکھنا ہے۔

## اے زکوٰۃ دینے والو!

عموماً زکوٰۃ دینے والوں کے دلوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ ہم جن کو زکوٰۃ دے رہے ہیں ان پر بڑا احسان کررہے ہیں اگر آپ غور کریں تو احسان تو اس نے کیا ہے جس نے آپ کی زکوٰۃ کی رقم لی ہے، اگر اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کردیں کہ دنیا میں سب کے سب زکوٰۃ کے دینے کے موقف میں رہیں تو پھر آپ اس فریضہ کو کس طرح ادا کریں گے' لامحالہ آپ کو زکوٰۃ کی یہ رقم کسی کنویں میں ڈالنی ہوگی یا کسی پہاڑ کی چوٹی پر رکھدینی پڑے گی۔

کسی کو زکوٰۃ دے کر احسان نہ جتائیں یہ سراسر قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **لاتبطلوا صدقتکم بالمن والاذی کالذی ینفق مالہ رئاء الناس** ٥

اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور تکلیف و دکھ دے کر اس شخص کی طرح برباد نہ کرو جو محض لوگوں کو دکھانے کیلئے مال خرچ کرتا ہے۔

ایک آدمی کا کسی کو زکوٰۃ دے کر تکلیف دینے والی کوئی بات کہنے سے بہتر یہی ہے کہ وہ زکوٰۃ نہ دے کر اس سے بھلی اور میٹھی بات کرلے۔

آج کل بعض مالدار لوگوں کا سفیروں سے نازیبا برتاؤ اور ان کے ساتھ سنگدلی کے انداز سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان میں قارون وفرعون کے اوصاف ہیں، نبیوں اور صالحین کے اوصاف نہیں ہیں۔

## چند سوالات اور ان کے جوابات

اگر نابالغ بچیوں کے نام سونا کر دیا تو زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

سوال: میری تین بیٹیاں ہیں عمر (۱۲ سال، ۱۰ سال اور ۸ سال) میں نے ان کی شادی کیلئے (۲۰ تولہ سونا لے رکھا ہے) اس کے علاوہ اور دوسری چیزیں مثلاً برتن، کپڑے وغیرہ بھی آہستہ آہستہ جمع کر رہے ہیں کیا ان چیزوں پر بھی زکوٰۃ دینا پڑے گی؟ بچیوں کے نام پر کوئی پیسہ وغیرہ جمع نہیں ہے

جواب: اگر آپ نے اس سونے کا مالک بچیوں کو بنا دیا ہے تو ان کے جوان ہونے تک تو ان پر زکوٰۃ نہیں جوان ہونے کے بعد ان میں جو صاحب نصاب ہوں ان پر زکوۃ ہوگی اور اگر بچیوں کو مالک نہیں بنایا ملکیت آپ ہی کی ہے تو اس سونے پر زکوٰۃ فرض ہے۔ برتن، کپڑے وغیرہ استعمال کی جو چیزیں آپ نے ان کیلئے رکھی ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

## عورتوں کے زیورات کی زکوٰۃ

سوال: جب کہ مرد حضرات پیسہ کماتے ہیں تو بیوی کے زیورات کی زکوٰۃ شوہر کو دینی چاہیے یا بیوی کو اپنے جیب خرچ سے جوڑ کر۔ اگر شوہر زکوٰۃ ادا نہ کریں اگر چہ بیوی چاہتی ہو اور بیوی کے پاس روپیہ بھی نہ ہو کہ زکوٰۃ دے سکے تو گناہ کس کو ملے گا؟۔

جواب: زیور اگر بیوی کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ اسی کے ذمہ واجب ہے اور زکوۃ نہ دینے پر وہی

گنہگار ہوگی۔ شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا لازم نہیں، بیوی تو اپنا جیب خرچ بچا کر زکوٰۃ کرے یا زیورات کا ایک حصہ زکوٰۃ میں دے دیا کرے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

## شوہر بیوی کے زیور کی زکوٰۃ ادا کرسکتا ہے

سوال: میں نے شادی کے وقت اپنی بیوی کو حق المہر میں ۱۳ تولہ سونا دیا تھا اور ۳ تولہ سونا وہ اپنے میکے سے لائی تھیں چنانچہ کل سونا ۱۶/ تولے پڑا، اب میری بیوی اگر زکوٰۃ ۱۶ تولے پر نہیں دے سکتی تو کیا اس کی یہ زکوٰۃ میں اپنے خرچ سے دے سکتا ہوں اور پھر یاد رہے کہ یہ حق المہر میں نے ہی ادا کیا تھا۔

جواب: چونکہ سونا آپ کی بیوی کی ملکیت ہے اس لئے اس کی زکوٰۃ تو اسی کے ذمہ ہے۔ لیکن اگر آپ اس کے کہنے پر اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردیں تو ادا ہوجائے گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

## مشترکہ گھرداری میں زکوٰۃ کب واجب ہوگی؟

سوال: ہمارے گھر میں یہ طریقہ ہے کہ سب بھائی تنخواہ لاکر والدہ کو دیتے ہیں جو گھر کا خرچہ چلاتی ہیں، جبکہ زیور اور کچھ بچت کی رقم ہمارے پاس ہوتی ہے، آیا زکوۃ دینا ہمارے ذمہ ہے یا والدہ محترمہ کے؟

جواب: اگر وہ سونا اور بچت کی رقم اتنی ہو کہ اگر اس کو تقسیم کیا جائے تو سب بھائی صاحب نصاب ہوسکتے ہیں تو زکوۃ واجب ہے۔ ورنہ نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)۔

## مشترکہ خاندان میں بیوی، بیٹی، بہوؤں کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے؟

سوال: میں گھر کا سربراہ ہوں میرے دونوں لڑکے صاحب روزگار ہیں، اور میری دونوں بہوؤں کے ہاں کم سے کم ۱۲/۱۲ تولہ فی کس زیورات ہیں اور بیوی کے ہاں ۵/ تولہ کے زیور اور کنواری لڑکی کی

شادی کیلئے ۳۰ تولہ کے زیورات ہیں جس کو ایک سال سے خرید کر رکھا ہے۔ دوسرے آج کل مشترکہ خاندان میں بھی زیور ہر متعلقہ عورت کی ذاتی ملکیت ہی شمار ہوتا ہے۔ ایک عورت کا زیور دوسری عورت مستقل طور پر نہیں لے سکتی۔ حتی کے ساس اپنی بہو کا زیور اپنی لڑکی کو نہیں دے سکتی، کیا ایسی صورت میں مجھے گھر کے تمام زیور کی مالیت کے مطابق زکوٰۃ نکالنا چاہیے یا فرداً فرداً کے حساب سے؟

جواب: زکوۃ کے واجب ہونے میں ہر شخص کی انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے۔ اب آپ کی بہوؤں کے پاس جو زیور ہے دیکھنا یہ ہے کہ اس کا مالک کون ہے؟ آپ کی بہوؤں کا زیور اگر ان کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ ان کے ذمہ واجب ہے اور اگر لڑکوں کی ملکیت ہے تو زکوۃ ان کے ذمہ واجب ہے اور اگر کچھ زیور بہوؤں کی ملکیت ہے مثلاً زیور ان کے میکے سے ملا ہے اور کچھ لڑکوں نے دیا ہے تو اگر ہر ایک کی ملکیت نصاب کو پہنچتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں، اسی طرح آپ کی اہلیہ کے پاس جو سونا ہے وہ اگر اس کی مالک ہیں اور اس کے سوا ان کی ملکیت میں کوئی روپیہ پیسہ نہیں تو ان کے ذمہ زکوٰۃ نہیں اور اگر وہ سونا آپ کی ملکیت ہے تو دوسرا اموال زکوٰۃ کے ساتھ زیور کی زکوٰۃ بھی آپ کے ذمہ ہوگی۔ آپ نے لڑکی کیلئے جو سونا خرید کر کے رکھا ہوا ہے اس کے بارے میں بھی یہ دیکھنا ہوگا کہ آپ نے وہ سونا لڑکی کی ملکیت کر دیا ہے یا نہیں؟ اگر لڑکی کی ملکیت نہیں تو اسکی زکوٰۃ آپ کے ذمہ ہے اور اگر لڑکی کی ملکیت ہے اور اس کے پاس کوئی نقد روپیہ پیسہ نہیں تو اس پر زکوٰۃ نہیں اور اگر کچھ روپیہ پیسہ بھی اس کے پاس ہے تو زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

## قرض کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟

سوال: اگر کچھ رقم کسی کو قرض دی ہوئی ہو تو اس رقم پر زکوۃ دینی ہوگی؟

جواب: جی ہاں! اس رقم پر بھی ہر سال زکوٰۃ اوجب ہے۔ البتہ آپ کو اختیار ہے کہ ہر سال جب دوسرے مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں اسی کے ساتھ قرض پر دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ دے دیا کریں اور یہ بھی اختیار ہے کہ جب قرض وصول ہو جائے تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ، جو اس قرض کی رقم

پرواجب ہوئی تھی۔وہ یکمشت ادا کردیں۔(آپ کے مسائل اوران کا حل)

## سابقہ زکوٰۃ معلوم نہ ہوتو اندازہ سے ادا کرنا جائز ہے

سوال:اگرزکوۃ واجب الادا تھی لیکن کم علمی کی بناپرادا نہ کی جاسکی، زکوٰۃ کے واجب الادا ہونے کی مدت کا تو شمار ہے جب کہ زکوٰۃ کی رقم کا ٹھیک ٹھیک حساب کرنا دشوار ہے کیونکہ اس مدت کے سونے کا بھاؤ حاصل کرنا ناممکن تونہیں مگر مشکل ضرور ہے تو پھرزکوٰۃ کیونکر اورکس طرح ادا کی جائے گی اگر یہ مدت (۱۹۷۰ء) سے ہوتو؟......

جواب:اس صورت میں تخمینہ اور اندازہ ہی کیا جاسکتا ہے کہ قریباً اتنی رقم واجب الادا ہوگی۔احتیاطاًاندازے سے کچھ زیادہ دیں۔(آپ کے مسائل اوران کا حل)

## بیوی اگرصاحب نصاب ہوتو؟

سوال: بیوی اگرصاحب نصاب ہوتواس کی وجہ سےشوہر بھی صاحب نصاب سمجھا جائے گا یانہیں؟

جواب:بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا۔(فتاوی دارالعلوم جلدششم صفحہ/۵۰)

## سرمایہاورآمدنی سے زیادہ قرض ہوتو؟

سوال : ایک شخص کے ذمہ دو ہزار روپے قرض ہیں اور کچھ سرمایہاورآمدنی بھی ہے جوقرض سے کم ہےتواس پرزکوٰۃ واجب ہے یانہیں؟

جواب : جب کہ قرض اس کے ذمہ سرمایہاورآمدنی سے زیادہ ہےتو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔(فتاوی دارالعلوم،جلدششم صفحہ/۵۱)

## اگرایک سال کی زکوٰۃ نہ دی ہوتو

سوال : اگرکوئی شخص صاحب نصاب ایک سال زکوٰۃ دینے سے بوجہ غفلت قاصر رہا تو دوسرے سال کس حساب سے زکوٰۃ ادا کرے؟۔

جواب: دوسرے سال اس کواسی سال کی اور پچھلے سال کی زکوٰۃ دینی چاہئے اور حساب یہ ہے کہ پچھلے سال ختم سال پر جس قدر مال اور روپیہ وغیرہ ہواس کی زکوٰۃ دے دیں اور اس سال جس قدر روپیہ وغیرہ ہے اس کی زکوٰۃ دے دیں۔ (فتاوی دارالعلوم ششم رصفحہ/۶۵)

## واجب زاکوۃ سے زیادہ دینا کیسا ہے؟

سوال: زکوٰۃ حساب سے تین سوروپے ہواور وہ اس کے بجائے پانچ سوروپے دے دیں تو کیا زکوٰۃ اس کی بے کار ہوجائے گی؟۔

جواب: اس صورت میں ثواب زیادہ ہوا، زکوٰۃ بھی ادا ہوگی اور دوسوروپے زیادہ دینے کا ثواب بھی ملک گیا۔ (فتاوی دارالعلوم جلد ششم صفحہ/۱۷)

## وکیل زکوٰۃ کا مال خرچ نہیں کرسکتا

سوال: وکیل زکوٰۃ کے مال کو اپنے خرچے میں لاکر اس کے بجائے اپنے پاس سے زکوٰۃ ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: وکیل کو یہ تصرف کرنا جائز نہیں ہے جو روپیہ زکوٰۃ کا اس کے پاس آئے اس کو مستحقین کو دے دیں۔ (فتاوی دارالعلوم جلد ششم صفحہ ۱۷)

## کیا زکوٰۃ کیلئے کوئی مہینہ متعین ہے؟

سوال: زکوٰۃ دینے کیلئے کونسا مہینہ متعین ہے؟

جواب: ادائے زکوٰۃ کیلئے شرعاً کوئی مہینہ یا کوئی دن مقرر نہیں ہے، بعض مہینوں اور دنوں کی فضیلت کو اس میں دخل ضرور ہے۔ یعنی جو مہینہ فی نفسہ متبرک ہے جیسے رمضان شریف کہ اس میں صدقات کی ادائیگی بھی افضل ہے، ہاں ضرورت اس کی ہے کہ جس مہینہ میں ادائے زکوٰۃ واجب ہے اس مہینہ میں ادا کرے اور پھر اس مہینہ کو مقرر کرلے۔ (فتاوی دارالعلوم جلد ششم صفحہ/۱۷)

# کیا نابالغ کی امانت پر زکوٰۃ ہے؟

سوال : نابالغین کا حصہ جو بطور امانت ان کے والدین کے پاس ہو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب : اس میں زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

# جن روپیوں کے ملنے کی امید نہیں کیا ان پر زکوٰۃ ہے؟

سوال : زید تجارت کرتا ہے اور لوگوں کے ذمہ اس کا قرض باقی ہے بعض ان میں سے فرار ہو گئے اور بعض بالکل غریب ہیں جن سے وصول ہونے کی امید نہیں ہے اب زید ان روپیوں کی زکوٰۃ ادا کرے گا یا نہیں؟

جواب :قرض میں جو روپیہ ہے اسی کی زکوٰۃ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا واجب ہوتی ہے پس جو روپئے وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں۔ (فتاوی دار العلوم جلد ششم ر صفحہ ۷۷)

# اگر زکوٰۃ کی رقم چوری ہو جائے

سوال : ایک شخص نے مال کی زکوٰۃ نکالی اور ایک جگہ زکوٰۃ کا مال رکھ دیا وہاں سے کسی چور نے چرالیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی یا نہیں؟

جواب : اس صورت میں زکوٰۃ اس کی ادا نہیں ہوئی پھر سے زکوٰۃ دینی چاہئے۔ (فتاوی دار العلوم، جلد ششم ر صفحہ ۸۴)

# سال پورا ہونے کے بعد اگر تاخیر سے زکوٰۃ دے تو؟

سوال: گذشتہ رمضان شریف میں زیور کی زکوٰۃ واجب الا دا تھی مگر آمدنی کا روپیہ دو تین ماہ بعد ملنے والا تھا تو یہ وقفہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب : یہ وقفہ (تاخیر) درست ہے۔ (فتاوی دار العلوم جلد ششم ر صفحہ ٦٦)

## مدرسہ کے مہتمم کو زکوٰۃ دینے سے کیا زکوٰۃ ادا ہوگی

سوال : کسی مدرسہ کو زکوٰۃ بھیجی جاتی ہے تو اس پر کسی مسکین مستحق کا قبضہ نہیں ہوتا بلکہ مہتمموں کے قبضہ میں دی جاتی ہے اور وہ مہتمم بھی مسکین نہیں ہوتے اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب : مدارس میں جو رقم زکوٰۃ کی آتی ہے اس میں مہتمم مدرسہ ایسی صورت کر لیتے ہیں جس سے زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا، وہ یہ کہ اس رقم زکوٰۃ کو اوّل کسی مسکین کو جو مصرف زکوٰۃ ہو دے دی جاتی ہے اور اسی کو مالک بنا دیا جاتا ہے، پھر وہ شخص مدرسہ کے مصارف کیلئے مہتمم مدرسہ کو دے دیتا ہے چونکہ زکوٰۃ تملیک مکسین ضروری ہے اسی لئے مذکورہ طریقہ پہلے ہی کرلیا جاتا ہے تاکہ کچھ شبہ نہ رہے۔ (فتاوی دارالعلوم جلد ششم رصفحہ ۸۵)

## حرام کمائی میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

سوال : زید یا ہندہ نے ناجائز کمائی سے کچھ مال حاصل کیا اب وہ اپنے اس پیشہ سے تائب ہوگئے اور وہ اپنے مال سے زکوٰۃ صدقات وخیرات نکالتے ہیں اور حلال کمائی سے ایک پیسہ بھی نہیں تو کیا اس کی یہ زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ جائز ہوگا؟۔

جواب : مال حرام میں زکوٰۃ واجب ہونا یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس دوسرا مال حلال بھی ہے اور اس میں حرام کو ملا دیا تو امام صاحب کے نزدیک زکوٰۃ اس پر لازم ہے اور اگر دوسرا مال حلال بقدر نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ اس پر لازم نہیں بلکہ وہ پورے مال کا صدقہ کرنا واجب ہے، یعنی جب کہ اس مال کا ان کے مالکوں تک پہنچانا متعذر ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم جلد ششم رصفحہ ۷۰)

## زکوٰۃ کی رقم بھیجی گئی مگر نہ ملی تو کیا حکم ہے

سوال : مبلغ دس روپئے کا نوٹ زکوٰۃ کی مدد سے برائے امداد مظلومین بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا، جب عرصہ تک رسید نہ آئی تو جواب ملا کہ انہیں یاد نہیں کہ یہ رقم انہیں ملی یا نہیں ملی؟ ایسی حالت میں زکوٰۃ ادا ہوگئی یا دوبارہ ادا کرنا ہوگی؟

جواب : اس صورت میں وہ زکوٰۃ دس روپئے کی رقم پھر دینی چاہئے۔

## زکوٰۃ کا روپیہ اپنی ضرورت پر خرچ کرلے تو؟

سوال : ماہ رمضان میں زکوٰۃ کا روپیہ علیحدہ رکھ دیا چند دنوں کے بعد اس کو اپنی ضرورت میں خرچ کرلیا پھر زکوٰۃ کی نیت سے ادا کردیا، کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟

جواب : یہ صورت جائز ہے زکوٰۃ ادا ہوگی لیکن ماہِ رمضان میں دینے کا ثواب نہیں ملا۔ (فتاویٰ دارالعلوم، جلد ششم رصفحہ ۱۰۴)

## اگر زکوٰۃ ماہانہ ادا کرے تو؟

سوال : ہر مہینہ حساب کرکے زکوٰۃ ماہوار ادا کرنا کیسا ہے؟

جواب : مذکورہ طریقہ سے زکوٰۃ کا ادا کرنا درست ہے۔ (فتاوی دارالعلوم، جلد ششم رصفحہ ۱۰۷)

# زکوۃ کے چند اہم ترین مسائل

**زکوٰۃ کی ادائیگی کی عمومی شکل:** صاحبِ نصاب افراد کو چاہئے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ اپنی تمام ملکیت کا حساب کرلیں جو کچھ نقد رقم ضرورت سے زائد ہو اسے شامل کرلیں اگر سونا اور چاندی ہے تو اس کی موجودہ قیمت کا حساب لگا کر اسے بھی جمع کرلیں اگر تاجر ہیں تو موجودہ مالِ تجارت کی قیمت فروخت بھی شامل کرلیں ، فروخت کرنے کے لئے زمین بھی ملکیت میں ہو تو اس کی بھی موجودہ قیمت شامل کرلیں اب کل مال کا حساب کرلیں ، اگر کسی سے قرض لیا ہے تو قرض کے بقدر رقم کم کرلیں، اب جو مال بچے اس کا چالیسواں حصہ یعنی (2.5) بطورزکوٰۃ ادا کریں، مثلاً: ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپے نقد رقم ، دو تولہ سونا جس کی مالیت مثلاً ۴۶ ہزار روپے اور کچھ مال تجارت ہے جس کی قیمت فروخت ایک لاکھ روپے اور فروخت کرنے کی نیت سے خریدی گئی ایک زمین ہے جس کی قیمت پانچ لاکھ روپے اس طرح مجموعی مالیت 7.46.000 روپے اور اس پر مثلاً 2,00,000 کا قرض ہے تو 7,46,000 میں دو لاکھ روپے کم کرنے کے بعد 5,46,000 روپے کی زکوٰۃ 13,650 روپے ادا کی جائیگی۔

**تاجرین کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ :**

**(۱)** تاجر حضرات سال میں ایک مرتبہ موجودہ مال کا جائزہ لیں اور انکی موجودہ قیمتِ فروخت متعین کرلیں ، پھر تجارت کے مال کے علاوہ جو بھی ضرورت سے زائد مال ہو اُسے بھی شامل کرلیں، اگر ذمہ میں کچھ قرض ہو تو قرض کے بقدر رقم کم کرلیں، اب جتنا بھی مال ہوگا اس کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5 ) بطور زکوٰۃ کے ادا کریں۔ مثلاً مالِ تجارت کی قیمتِ فروخت ایک لاکھ ہے اور ضرورت سے زائد مال ایک لاکھ ہے' اور پچاس ہزار قرض ذمہ میں ہے تو جملہ ڈیڑھ لاکھ روپے کی زکوۃ 3750 روپے واجب ہوگی۔

**(۲)** زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مالِ تجارت میں ، روزانہ کا حساب کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ جس تاریخ میں دوکان شروع کی گئی تھی ہر سال اسی تاریخ کو پوری دوکان میں موجود برائے فروخت سامان کا جائزہ لے کر اس کی مالیت متعین کرلیں اور اسی کی زکوٰۃ ادا کریں ، مالِ تجارت کی زکوٰۃ میں بیچنے کی قیمت معتبر ہوگی۔

**(۳)** دوکان کی خوبصورتی یا ضرورت کے لئے جو فرنیچر وغیرہ ہوتا ہے (اگر وہ برائے فروخت نہیں

ہے اس پر ) زکوٰۃ واجب نہیں۔

**(۵)** جو لوگ سامان فروخت نہیں کرتے بلکہ کرائے پر دیتے ہیں ان کے اس سامان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ اس سے حاصل ہونے والے منافع ضرورت سے زائد مال ہو اور اس پر سال گزرے، اور بقدر نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اسی طرح کارخانوں میں اور پرنٹنگ پریس میں جو مشنریز ہوتی ہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے بلکہ اس سے حاصل ہونے والے منافع پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

**پلاٹ کی زکوٰۃ کا حکم:** جس نے اپنی ذاتی ضرورت کے لئے یا ویسے ہی پلاٹ خریدا ہو اور تجارت کی نیت نہ کی ہو تو ایسے پلاٹوں یا جائیداد پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور جس نے کوئی پلاٹ یا جائیداد فروخت کرنے کی نیت سے خریدا ہو تو اس پر ہر سال اس وقت کی موجودہ قیمت کے حساب سے فی لاکھ ڈھائی ہزار روپے زکوٰۃ واجب ہوگی۔

اشیاء ضروریہ کی خریدی کے لئے رکھی گئی رقم کا حکم : اگر کسی کے پاس نصاب کے بقدر رقم ضرورت کے سامان کی خریدی کے لیے رکھی ہوئی ہے۔ اب اگر وہ شخص سال کے گزرنے سے قبل ضرورت کے سامان ( مثلاً رہائشی مکان، کپڑے فرنیچر وغیرہ ) خرید لیتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ لیکن وہ رقم سال بھر رکھی رہی اور کوئی سامان نہیں خریدا تو پھر اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی

**قرضۂ حسنہ کی زکوٰۃ** : وہ پیسے جو بطور قرض کسی کو دیئے گئے ہیں وہ بقدر نصاب ہیں یا دوسری رقم کے ساتھ ملکر نصاب کے بقدر ہو جاتے ہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، البتہ زکوٰۃ قرض کی وصولی کے بعد بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپئے ضرورت سے زائد رکھے ہوے ہیں اور چالیس ہزار روپئے اس نے کسی کو بطور قرض دے رکھا ہے، تو مذکورہ صورت میں زکوٰۃ 1,40,000 پر واجب ہوگی لیکن 40,000 روپئے کی زکوٰۃ قرض کے وصول ہونے کے بعد بھی ادا کی جاسکتی ہے، یہ صورت تو قرض دینے کی ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کسی صاحب نصاب شخص نے کسی سے قرض لے رکھا ہے تو پھر موجودہ ضرورت سے زائد مال میں سے قرض کے بقدر رقم کم کردے، اس کے بعد جو مال بچے گا اگر وہ نصاب کے بقدر ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی مثلاً ایک شخص کے پاس ضرورت سے زائد دو لاکھ روپئے ہیں لیکن اس پر پچاس ہزار کا قرض بھی ہے تو ایسی صورت میں زکوٰۃ صرف دیڑھ لاکھ پر ہی لازم ہوگی۔ کل رقم میں سے بقدر قرض رقم کم کر لی جائے گی۔